تبلیغی جماعت کے بارے میں علماء عرب کی آراء

۱ سماحة الشيخ ابو بكر جابر الجزائری المدرس بالمسجد النبوی ﷺ الشريف والجامعه المدينه المنوره

ہمارے کچھ بھائی وہ بھی ہیں جو تبلیغی جماعت والا کام تو نہ کر سکے الٹا انہوں نے ان پر اعتراض بازی شروع کر دی انہیں ایسا کرنا زیب نہیں دیتا اللہ انہیں راہ راست پر لے آئے۔

۲ سماحة الشيخ محمد ابراهيم آل الشيخ

تبلیغی جماعت کا اہم مقصد مساجد میں وعظ و نصیحت کرنا، لوگوں کو راہ راست دکھانا، توحید اور اچھے عقیدوں پر ابھارنا اور کتاب و سنت پر عمل کے لیے آمادہ کرنا ہے۔

۳ سماحة الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله باز، رئيس عام ادارة البحوث العلميه والافتاء والدعوة والارشاد

میں ہمیشہ اپنے اہل علم بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ دعوت والے کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہوتا رہے۔ لوگوں کو اس قسم کے پاکیزہ اجتماعات کی سخت ضرورت ہے۔ جو کہ وعظ و نصیحت پر مشتمل ہوں اور جن میں اسلام پر جمے رہنے کی دعوت دی جائے، اس کی تعلیمات پر عملی تشکیل دی جائے جب بھی فرصت ملے دعوت الی اللہ کے لیے جماعت کے ساتھ نکلتے رہیں۔

۴ سماحته الشيخ يوسف بن عيسى الملاعي

تبلیغی جماعت والے تمام مسلمانوں کے لیے خیر، نصیحت اور اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۵ الجلالة الملك عبدالعزيز آل سعود

تبلیغی جماعت کی تحریک ایک پاکیزہ جدوجہد ہے جو سلف صالحین کے عقیدے کے طرف دعوت دیتی ہے۔

۶ محمدامان بن علی الجامی سربراه کالج حديث و دراسات اسلاميه

ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ جماعت کی یہ تحریک ہمارے طلبہ میں بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

۷ جلالة الملك فهد

یقیناً ان کا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی طمع ہے۔ حکمت نصیحت و موعظ کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں ان کے نفوس مالا مال ہیں۔

فہرست

تقدیم

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبلیغ دین اور حفاظت دین، اسلام کے بنیادی اور مرکزی شعبے ہیں۔ پھر اس کی آگے مختلف صورتیں ہیں مثلاً: تعلیم، تدریس، تربیت، خانقاہی نظام، تصوف اور طریقت، رفاہ عامہ، اصلاح وارشاد، تمکین دین، تنفیذ دین، جہاد فی سبیل اللہ، اہل باطل کے وساوس وشبہات کی مدلل تردید وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اسلام کے شعبہ جات ہیں جن کی اہمیت اور افادیت سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا۔

موجودہ دور میں اکابر کی ترتیب سے کیا جانے والے تبلیغی کام نے پوری دنیا میں خاموش انقلاب برپا کیا ہے ہزارہا بے دین لوگوں کو ابدی کامیابی نصیب ہوئی لاکھوں انسانوں کو اسلام کا صحیح پیغام ملا اور وہ اس کے دامن عاطفت میں پناہ گزین ہوئے، ان گنت افراد ایسے ہیں جن کے دل کی دنیا بدلی اور معصیت کی زندگی سے نکل کر اتباع اور فرمانبرداری کی زندگی بسر کرنے لگے، بے نمازی، نمازی بن گئے اور بن رہے ہیں، معاشرے سے بے حیائی، معصیت، فحاشی وعریانی دھیرے دھیرے ختم ہونا شروع ہوئی ہے اس انقلاب کی بدولت سود کے رسیا لوگوں میں، زنا کے عادی مجرموں میں، رشوت ستانی میں مبتلا افراد میں، گانے موسیقی کے دلدادوں میں، معاشرے میں پھیلی ہر برائی اور معصیت کے خوگر لوگوں میں ایسا انقلاب آیا کہ مساجد آباد ہونا شروع ہوگئیں۔ سود کی لعنت کم ہوگئی، زنا جیسی زہریلی عادات معاشرے میں کم سے کم ہونا شروع ہوگئیں، رشوت سے گریز کیا جانے لگا، کاروبار زندگی میں جھوٹ فراڈ مٹتا چلا جارہا ہے اور ایک صالح معاشرہ کا قیام ظہور پذیر ہورہا ہے۔

اللہ کرے یہ محنت والا کام اور بڑھے یقین والی دعوت مزید ترقی پائے اور اللہ کے

راستے میں چلنے والے افراد اخلاص اور لگن کے ساتھ اس کام میں جڑے رہیں اللہ تعالی ان کی قربانیوں اور کاوشوں کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔

قارئین کرام! اس عظیم کام کی افادیت اور اہمیت نافعیت جب بڑھی تو پیٹ کا دھندا کرنے والے ملاؤں کو یہ کیسے ہضم ہوسکتا تھا کہ ان کے کاروبار ٹھپ ہوکر رہ جائیں اس لیے جبہ و دستار کر علماء کا روپ دھارے چند بہروپیے، تضرع اور مسکنت کا نقاب اوڑھے نمودار ہوئے اور عوام الناس میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پھیلانا شروع کردے، اس عظیم کام سے دور کرنے کے لیے شب وروز اپنی توانیاں خرچ کرنے لگے، افواہیں اڑانا شروع کیں، ہذیان بکنا شروع کیا، الٹے الٹے جملے کسنا شروع کیے۔ اس عظیم انقلابی کام کے خلاف الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے میدان میں جُت گئے اور پروپیگنڈہ عام کیا کہ جماعت والے د ن اسلام کے ایماء پر یہ کام کررہے ہیں ان کو امریکہ، بھارت اور اسرائیل سے گرانٹیں ملتی ہیں یہ مسلمانوں کے عقائد وایمان کے دشمن ہیں، تبلیغی لوگ درود کے منکر ہیں، یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کے گستاخ ہیں، توحید ان کے پاس نہیں، یہ قبوری فرقہ ہے، یہ وثنی (بت پرست) ہیں، یہ فلاں اور یہ فلاں ہیں۔ ان نام نہاد محبان دین نے اس قدر جھوٹ عام کیا گیا کہ بے دین د ن دین بھی اس سے شرما جائیں۔

قارئین کرام! آپ حیران ہونگے کہ یہ نام نہاد محبان دین کس قدر بے شرم واقع ہوئے ہیں اور ایسے مسلمہ حقائق سے نظریں پھیرنے لگے جو عام وخاص میں معروف ومشہور ہیں ان کی منجملہ سازشوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تبلیغی جماعت کے لوگوں سے عرب کے مشائخ بدظن ہیں اور ان کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتے، اس جماعت کو بدعتی جماعت کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ عرب بالخصوص حرمین شریفین اور وہاں کے مشائخ وصوفیا، علماء، مفتیانِ کرام سے تمام اہل اسلام کو قلبی عقیدت ہے اس لیے جب عرب کے مشائخ کے بارے میں یہ عام کردیا جائے کہ وہ تبلیغی جماعت کو اچھا نہیں سمجھتے تو اہل اسلام کی عقیدت خود بخود ختم

ہو جائے گی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اہل باطل نے خوب کوششیں کی اور کئی ایک کتابیں اس عنوان پر لکھ ماریں۔

اللہ تعالی کی تو   سے ہم نے ان راہزنوں پر کڑی نظر رکھی تا کہ یہ امت مسلمہ کے متاع عزیز یعنی ایمان پر حملہ آور نہ ہوں۔ میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ بات کہتا ہوں کہ اہل باطل کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے اللہ تعالی نے ہمارا بھی انتخاب فرمایا اور ہمیں بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی تو   مرحمت فرمائی۔ جب ہم نے دیکھا کہ ہماری یہ جماعت دن دگنی رات چگنی ترقی کر رہی ہے اور اہل باطل اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لیے اوہام وساوس کو اس طرح عام کر رہے ہیں کہ روئے زمین پر قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ''فضائل اعمال'' پر اشکالات کر رہے اور چونکہ یہ تبلیغی نصاب ہے اس کتاب کی تعلیم ہمارے گھروں میں بھی ہوتی ہے اور مساجد میں بھی۔ تو باطل نے اس کی عبارات پر تنقید شروع کی۔ میں یہاں یہ ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ تنقید فی نفسہ کوئی بری بات نہیں اگر دلائل اور حقائق پر مبنی ہو لیکن اگر ضد اور تعصب پر مبنی ہو تو اس سے بری اور کوئی چیز نہیں۔

خیر! جب یار لوگوں نے فضائل اعمال پر کیچڑ اچھالنی شروع کی تو بفضلہ تعالی اس کا جواب ہم نے کتابی شکل میں بھی دیا اور ایک مدلل اور مفصل بیان بھی ہم ویڈیو سی ڈی میں ریکارڈ کرایا اور نیٹ کے ذریعے اہل اسلام کو عملاً یہ پیغام دیا کہ ''میرے بھائیو! تم اپنا کام (خواہ حفاظت دین ہو یا تبلیغ دین) جاری رکھو آپ کے عقائد ونظریات کے محافظ جب تک زندہ سلامت ہیں آپ پر دشمنوں کے وار کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔''

الحمدللہ! اہل اسلام نے سکون کا سانس لیا اور عوام وخواص خصوصا ملک اور بیرون ممالک کے نامور علماء کرام سے خوب حوصلہ افزائی ہوئی۔

نام نہاد محبان دین نے پھر پینترا بدلا اور مبلغ اسلام حضرت مولانا محمد طارق جمیل دامت برکاتہم پر اتہامات کی بوچھاڑ شروع کر دی تا کہ ان کے سحر انگیز بیانات سے مستفید

ہونے والے لوگ ان سے متنفر ہو جائیں اور تبلیغ کی صدا گلی گلی نہ گونجنے پائے۔اسی کے آڑ میں ان تمام اکابرامت پر سب وشتم کرنا شروع کر دیا جن کی زندگیوں سے لوگوں نے فلاح پائی ہے اور کدورت کی بھٹی میں جلتے ہوئے ایک زبان دراز مولوی معراج ربانی نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا نام لے کر کہا کہ وہ ''بدعتی اور گپ باز تھے'' اور جو بازاری زبان وہ استعمال کرسکتا تھا اس نے اس میں کسر نہیں چھوڑی۔ایک اور اٹھا اور تبلیغی جماعت کے عمائدین پر سب وشتم کرنے لگا کہ یہ کافر ہیں، مشرک ہیں، اللہ تعالی کے، حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں ان کی یہ کلکاریاں بڑھتی ہی جا رہی تھیں ....ادھر ہم مسلک حقہ مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی حقانیت پر دلائل وبراہین سے مبنی منصوبوں کی تکمیل میں مصروف عمل تھے......اللہ تعالی کی تکوینی حکمت دیکھیے کہ دوران سفر حادثہ پیش آیا اور خطرناک قسم کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس کے باعث میرے بازو کا فریکچر ہوا اور ساتھ رفقاء سفر بھی شدید زخمی ہو گئے اس دوران وقت کی کچھ گھڑیاں ہمیں نصیب ہوئیں اور دعوتی اسفار کچھ دن کے لیے موخر ہو گئے اس میں ہم صرف وہ مسلکی کام کر سکتے تھے جو گھر بیٹھے کیا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف احباب کا شدید اصرار اور پرزور مطالبہ تھا کہ مولانا طارق جمیل صاحب پر اتہامات کا مدلل جواب ریکارڈ کرا دیا جائے تاکہ مولانا کا نام لے کر جو دشمن عناصر تبلیغ کے مقدس کام کا گراف کم کرنے کی جستجو میں ہیں ان کو تسلی بخش جواب مل جائے۔اس سلسلہ میں ہم نے صحت کا انتظار کیے بغیر مولوی توصیف الرحمٰن غیر مقلد کی ویڈیو سی ڈی بنام ''تبلیغ دین اور گمراہ مبلغین'' کا مدلل اور مفصل جواب ریکارڈ کرا دیا۔جواب ویڈیو سی ڈی میں تھا جب مارکیٹ میں آیا تو باطل کے خرمن پر ایک بار پھر بجلیاں کوند پڑیں۔پوری دنیائے غیر مقلدیت اس کا جواب دینے سے ابھی تک عاری ہے اور بے شرمی کی تصویر بنے اس موضوع پر ''کچھ بھی'' لب کشائی نہیں فرما رہے۔شاید ان لوگوں نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ

ہم چنیں دیگراں نیست

بزعم خویش محقق دوراں اور فضیلۃ الشیخ کی علمیت جب زمیں بوس ہوی تو بے

ساختہ میری زبان پر یہ شعر آ گیا کہ

ہم چپ تھے کہ برہم نہ ہو زمانے کا نظام
ناداں یہ سمجھ بیٹھے کہ قوت انتقام ہی نہیں

اس جواب کو جب نیٹ پر اپ لوڈ کیا گیا تو پاکستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ بیرون ممالک مثلاً: متحدہ عرب امارت، کینیڈا، ساؤتھ افریقہ، دوبئ، ابوظہبی، تہران، یمن، امریکہ، سوئٹزر لینڈ، تھائی لینڈ، ترکی، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، انڈیا وغیرہ سے مسلسل ای میلز موصول ہونا شروع ہوئیں کہ اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ نے ہماری تسلی کرادی اور ہماری پریشانی دور کردی۔

اگر طوالت کا خوف دامن گیر نہ ہوتا تو مزید بھی کچھ گزارشات عرض کر دیتا......تبلیغی جماعت کی بابت عرب مشائخ کے حوالے سے جو غلط پروپیگنڈے پھیلائے جاتے ہیں ان کا جواب خود مشائخ عرب کی تحریرات سے دیا جارہا ہے۔تا کہ کسی قسم کا کوئی اشتباہ باقی نہ رہے اور صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت مل جائے۔**ان اریــد الا الاصـلاح وماتوفیقی الا باللہ۔**

کتاب ھذا کے مترجم و دیگر علمائے کرام کو جنہوں نے اس کتاب کی افادیت کو بڑھانے میں اپنی خدمات پیش کیں ہیں اللہ تعالی ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی شفاعت کبری نصیب فرمائے۔

والسلام
محمد الیاس گھمن
مرکزی ناظم اعلی
اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان:
9/11/2010

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿عرض مترجم﴾

بسم الله الرحمن الرحيم ٥الحمد لوليه والصلوة على اهلها. اما بعد

بندہ عاجز ابواحمد نور محمد قادری تونسوی خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یارخان مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے میں نے ایک عربی رسالہ ''**قول العلامة بن باز في جماعة التبليغ بايجاز**'' کا اردو ترجمہ بنام ''تبلیغی جماعت اور عرب علماء'' کیا تھا پھر وہ چند ماہ بعد لاہور سے شائع بھی ہوگیا تھا۔ تو اس کو پڑھ کر میو ہسپتال لاہور اور شوکت خانم ہسپتال لاہور کے محترم ڈاکٹر صاحبان جناب ڈاکٹر ظفر نیاز، جناب ڈاکٹر محمد عاصم شفیق اور جناب ڈاکٹر فرقان احمد نے اسے پسند فرمایا اور ایک اور عربی کتاب بذریعہ ڈاک ''**جلاء الاذهان عما اشتبه في جماعة التبليغ لبعض اهل الايمان**'' میری طرف بھیج کر فرمائش کی کہ میں اس کتاب کا اردو ترجمہ کردوں ان حضرات کے پرخلوص خطوط نے میرے دل میں اس کام کے لئے ہمت وقوت پیدا کی۔

ادھر میں نے کتاب کا مطالعہ کیا تو محسوس ہوا کہ واقعی اس عربی کتاب کا اردو ترجمہ نہایت ضروری ہے تا کہ اردو خواندہ حضرات اس سے مستفید ہوسکیں اور ان کو معلوم ہو کہ تبلیغی جماعت کا دعوت وتبلیغ والا مشن اتنا عظیم ہے کہ عرب وعجم کے علماء ومشائخ اسے صرف پسند ہی نہیں کرتے بلکہ اس کی پرزور تائید ونصرت کرتے ہیں اور دنیا بھر کے مسلمانوں خصوصاً علماء اور طلبہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ دعوت وتبلیغ والے کام میں ان کے شریک ہوں تا کہ تعاون علی الخیر کی وجہ سے یہ کام مزید ترقی کرے۔ نیز دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں کو علماء کی اشد ضرورت ہے۔ جن کی سرپرستی کے بغیر اس کام کا صحیح نہج پر چلنا

اور قائم رہنا دشوار ہے۔تو بندہ عاجز نے اللہ تعالی سے تو اور امداد مانگ کر اس کتاب کا ترجمہ شروع کیا اور پانچ ہفتوں میں یہ ترجمہ مکمل ہو گیا اللہ تعالی اسے شرف قبولیت سے نوازے یہ کتاب دراصل سعودی عرب کے علماء ومشائخ کے رسائل اور خطوط کا مجموعہ ہے جن کو حضرت مولانا غلام مصطفیٰ حسن نے جمع فرمایا ہے۔ان رسائل وخطوط میں تبلیغی جماعت کی زبردست تائید وحمایت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ تبلیغی جماعت کی مخالفت کرنے والے اور اس پر اعتراض کرنے والے لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ انہوں نے قریب سے جماعت کو نہیں دیکھا اور لوگوں سے سنی سنائی باتوں پر یقین کر کے بغیر تحقیق کیے ایک رائے قائم کر لی ہے۔یا پھر یہ معترضین حضرات اغراض فاسدہ اور تعصب بے جا کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں ورنہ جماعت کا کام اور طریقہ کار عمدہ اور پر تاثیر ہے جس کی وجہ سے لاکھوں انسانوں کی زندگیوں میں روزمرہ تبدیلیاں آرہی ہیں۔

اس مجموعہ رسائل کے شروع میں جامع رسائل مولانا غلام مصطفیٰ حسن نے چار صفحات پر مشتمل ''**كلمة الناشر**'' کے عنوان سے ایک مقدمہ لکھا ہے جس میں انہوں نے جماعت تبلیغی کے آنکھوں دیکھے اثرات بیان کیے اور لوگوں پر زور دیا کہ وہ خود براہ راست جماعت کے متعلق تحقیق کریں اور لوگوں کے غلط پروپیگنڈا میں نہ آئیں۔پھر اس کے بعد جناب شیخ ابوبکر الجزائری سابق مدرس جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ ومسجد نبوی کا ایک مختصر رسالہ ہے جس جانام ہے''**القول البليغ في جماعة التبليغ**''اس رسالہ میں تبلیغی جماعت کی حسن کارکردگی کی تعریف کی گئی ہے اور دنیا پر ان کے کام کے اچھے اثرات کو خوب بیان کیا گیا ہے۔معترضین کے اعتراضات کا بہت عمدہ طریقے سے جواب دیا گیا ہے۔اور جماعت کے ساتھ تعاون اور نصرت کی پرزور اپیل کی گئی ہے اس کے بعد ایک اور رسالہ ہے جو کہ حضرت شیخ یوسف بن عیسیٰ ملاحی کی تصنیف ہے اور اس کا نام''**اصلاح و انصاف**،

لا ھدم و لا عتساف‘‘ ہے۔اس رسالہ میں جماعت کی ابتداء، بانی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، جماعت بنانے کی ضرورت اور اغراض و مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔ جماعت کے طریقہ کار کو بھی بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جماعت کی محنتوں کامیابیوں اور اثرات کو سراہا گیا ہے اور نکتہ چینی کرنے والوں کو سختی سے روکا گیا ہے کہ وہ اس کار خیر میں رکاوٹ نہ بنیں بلکہ تاکیداً فرمایا گیا ہے کہ وہ ان کے ساتھ مل کر اس کام میں شریک ہوں۔اور جماعت کے بعض افراد میں پائی جانے والی بعض کوتاہیوں کی اصلاح کی بھی انہوں نے کوشش فرمائی ہے۔اس دعوت والے کام کو انہوں نے حکمت اور جہاد قرار دیا ہے اور حضرت شیخ نے بتایا ہے کہ ہم نے تحقیق کی ہے کہ جماعت میں شرکیات، بدعات اور کسی قسم کے خرافات نہیں پائے جاتے اور یہ بھی فرمایا یہ جماعت قبر پرستی سے بیزار ہے اور کوئی بھی خلاف شریعت بات ان میں نہیں پائی جاتی۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد احتشام الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب ہے جو انہوں نے سلطان عبد العزیز ابن سعود مرحوم مغفور کی طرف لکھا تھا اور جماعت کے چھ نمبرات کا بیان ہے اور اس میں اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس کار خیر میں تعاون فرمائیں اور پھر ملک عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ہے جس میں انہوں نے ان اکابر کا شکریہ ادا کیا ہے اس کے بعد شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا خط ہے جس میں جماعت کی نصرت کی اپیل کی گئی ہے۔اور یہ خط شیخ موصوف نے حضرت مولانا سعید احمد خان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی جماعت کو لکھ کر دیا تھا جب کہ یہ حضرات احساء اور مقاطعہ شرقیہ کی طرف جماعت لے کر جارہے تھے آخر میں مشائخ عرب کے شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے دس خطوط ہیں جو کہ انہوں نے وہاں کے مختلف علماء کی طرف مختلف اوقات میں تحریر فرمائے۔یہ حقیقت ہے کہ شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے بری فراخ دلی کے ساتھ تبلیغی جماعت کی بھر پور حمایت

اور تائید کی ہے۔ جماعت کے نرم اور محبت بھرے طریقہ کار کو بہت پسند کیا ہے۔ان کے عالمی اثرات کو سراہا ہے۔ اور ان کی خوبیوں کو دل کھول کر بیان کیا ہے۔ نیز علماء وطلبہ سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی غلطیوں اور خامیوں کی ضرور اصلاح کریں۔ اس مجموعہ رسائل میں بنگلہ دیش اور رائیونڈ کے دو سالانہ اجتماعات کی رپوٹیں بھی شامل ہیں جو کہ وہاں کے علماء نے ان اجتماعات میں شمولیت کے بعد تحریر کیں۔ جو کچھ انہوں نے ان اجتماعات کے تاثرات اور آنکھوں دیکھے حالات بیان کیے ہیں وہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ان شاء اللہ پڑھ کر آپ خود فیصلہ فرمائیں گے کہ اس کام سے عرب علماء کتنے متاثر اور کتنے مطمئن ہیں اور اس کام کی اہمیت، افادیت اور ضرورت ان کے نزدیک کتنی عظیم ہے۔

اظہارِ حقیقت:

تبلیغی جماعت کو دنیا بھر میں بدنام کرنے والے، ان کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے، عوام وخواص کو ان سے متنفر کرنے والے اور اعتراض کرنے والے اکثر و بیشتر پاک و ہند کے کچھ مبتدعین حضرات ہیں۔ ورنہ یہ جماعت دین اسلام کی خادم بن کر صحیح طریقہ پر دعوت وتبلیغ والی خدمت کو سرانجام دے رہی ہے۔ جس طرح دینی مدارس کا ایک طریق عمل ہے۔خانقاہوں کے مشائخ کا اپنا طریقہ کار ہے۔ مصنفین کا الگ طریق کار ہے اور علماء مبلغین اور مجاہدین کا الگ طریق کار ہے۔ جس کے ذر یہ حضرات دین کی گراں قدر خدمات انجام دیتے ہیں اسی طرح تبلیغی جماعت والوں کا بھی ایک طریقہ کار ہے جس کے ذر یہ لوگوں کی اصلاح کرتے ہیں اور ان کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہذا ان سب حضرات کی مجاہدانہ سرگرمیوں کو، دعوت وتبلیغ اور جہاد فی سبیل اللہ کہنا بجا ہے ان تمام دینی شعبہ جات کو ایک دوسرے کا تعاون کر کے کام کرنا چاہیئے کسی ایک شعبہ والوں کو کسی دوسرے شعبہ والوں کے کام کی تنقیص نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ کسی ایک شعبہ میں کام

کرنے والے پر لازم ہے کہ صرف اپنے شعبہ کو سب کچھ سمجھ کر دوسرے شعبہ جات کی اہمیت وافادیت کو بالکل کم نہ کرے بلکہ دین کے سب کاموں کو اور کام کرنے والوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھے۔ کسی کو بنظر حقارت نہ دیکھے تاکہ اکرام واحترام اور رواداری کے خوشگوار ماحول میں دین کی یہ گاڑی اپنے تمام پہیوں پر چلتی رہے اور آپس کی یہ عداوتیں، منافرتیں اور رکاوٹیں ختم ہو جائیں اور محبت والفت کی فضا قائم ہو جائے۔

ایک مفید مشورہ:

تبلیغی جماعت کے خلاف یہ محاذ آرائی بالکل ختم تو نہیں ہوسکتی کیونکہ حق و باطل کا یہ مقابلہ اور معرکہ تو قیامت تک چلتا رہے گا البتہ اس کی شدت میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والے احباب، دعوت وتبلیغ کے مرکز رائیونڈ سے جاری ہونے والی تمام ہدایات پر سختی سے عمل کریں اور کسی چھوٹے بڑے اصول کو مت توڑیں خصوصاً علماء وطلبہ کے حق میں جو اصول وہدایات ہیں ان سب پر دل وجان سے عمل پیرا ہو جائیں۔ زبان پر جاری ہونے والی بات درحقیقت دل کی آواز بن کر نکلے تو یقیناً اختلافات کم ہو جائیں گے غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ غلط پروپیگنڈا کی خود بخود تردید ہو جائے گی۔ تبلیغی احباب کا پر خلوص ادب واحترام علماء وطلبہ کے لئے جاذبیت اور کشش کا باعث ثابت ہوگا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ دعوت وتبلیغ کا کام صحیح نہج پر اس وقت کامیاب ہے جب کہ اس کو علماء حق کی پوری پوری سرپرستی حاصل ہو۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت کے افراد اصولوں کے مطابق کام کریں گے اور تمام ہدایات کو مدنظر رکھ کر چلیں گے اور علماء حضرات مشفقانہ سرپرستی فرمائیں گے۔ اللہ تعالی ہم سب کو بے راہ روی اور ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھے اور صراط مستقیم پر استقامت نصیب فرمائے۔

آمین ثم آمین

آخر میں بندہ عاجز یادگار اسلاف حضرت مولانا علامہ محمد عبداللہ صاحب، دامت برکاتہم العالیہ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے پیرانہ سالی، گونا گوں مصروفیات، علمی مشاغل اور دیگر عوارضات کے باوجود اس ترجمہ پر نظر شفقت فرما کر اصلاح کی اللہ تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الحمد لله الذى بنعمه تتم الصالحات و صلى الله تعالى على سيدنا و مولانا محمد صلوة تنجينا بها من جميع الاهوال والآفات و تقضى لنا بها جميع الحاجات و تطهرنا بها من جميع السيئات و ترفع لنا بها اعلى الدرجات و تبلغنا بها اقصى الغايات من جميع الخيرات فى الحياة و بعد الممات انک على كل شئى قدير.

فقط

ابو احمد نور محمد قادری تونسوی

خادم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

۲۴ ذوالحجہ ۱۴۲۳ ہجری بمطابق ۲۶ فروری ۲۰۰۳ء

مقدمہ

از حضرت مولانا غلام مصطفیٰ حسن زید مجدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین اما بعد .

جب تک آپ نے کسی شخص یا جماعت کو صحبت یا اشتراک کے عمل کے ذر قریب سے نہیں دیکھا تو آپ اس کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہیں کر سکتے، کیونکہ آپ نے اس کے متعلق جو کچھ لوگوں سے سنا ضروری نہیں کہ وہ صحیح اور درست ہو اور اسی لئے اللہ تعالی نے ہمیں حکم فرمایا کہ: "**اذا جاء کم فاسق بنبا فتبینوا**"
جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کر لو۔
حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع**"
یعنی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں کہتا پھرے۔

اس فقیر (مولانا غلام مصطفیٰ حسن) کی دینی تعلیم علماء دیوبند کے مدارس میں مکمل ہوئی۔ اور 1382 ہجری میں جامعہ خیرا ارس ملتان سے شہادۃ عالمیہ کی سند حاصل ہوئی۔ پھر مختلف مقامات پر مختلف دینی مدارس میں تدریس کا کام کرتا رہا۔ (مثلاً ساہیوال، فیصل آباد، جہلم، راولپنڈی اور آخر میں اسلام آباد) اور پاکستان میں تبلیغی جماعت کے امیر اسلام آباد کے جناب بھائی حاجی بشیر احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اگرچہ میرا مضبوط تعلق رہا اس کے باوجود میں اس جماعت کے اعمال واحوال کی اہمیت کو نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے الجامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ دعوت دین اور اصول دین کے شعبہ میں داخلے کا شرف

عطا فرمایا۔ جامعہ میں میرے داخلہ کے تیسرے روز اور تمام پاکستانی طلبہ کو حضرت مولانا سعید احمد خان (حفظہ اللہ) مسجد نور (مدینہ منورہ) میں آنے کی دعوت دی اور اس بلند پایہ کام کی اہمیت بیان فرمائی۔ اسی دن سے میرے دل میں شیخ کی باتوں نے اثر کیا اور اس جماعت کو قریب سے دیکھنے کی فرصت ملی پھر 1395 ہجری میں سوڈان کی طرف تبلیغی جماعت کے ہمراہ ایک چلہ لگانے کا موقعہ ملا۔

معلوم ہوا کہ امت مسلمہ کی آج کی بگڑی ہوئی حالت پر جماعت والوں کے دل غم وفکر کی وجہ سے جل رہے ہیں اور دین کی اس محنت میں ان کی کوئی ذات غرض اور دنیاوی مقصد نہیں ہے اور ان کے اخلاص اور دعوت الی اللہ میں فنائیت کی وجہ سے اللہ تعالی نے بہت سے لوگوں کو راہ ہدایت نصیب فرمائی ہے۔ اپنے اس تبلیغی سفر کے دوران جب کہ ہم پورٹ سوڈان کی طرف سفر کر رہے تھے میں نے گاڑی کے اسٹیشن پر ایک تیونسی نوجوان کو ایک امریکن بے پردہ لڑکی کے ساتھ سفر کرتے دیکھا۔ اتفاق سے وہ نوجوان ہمارے ڈبے میں سوار ہو گیا تو ہمارے ایک بھائی نے اس کے ساتھ ایمان یقین کی باتیں کیں حتی کہ اللہ تعالی نے اس نوجوان کو ہدایت عطا فرمائی اور ہماری واپسی کے بعد وہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا اور مدینہ منورہ میں قرآن کریم کی کچھ سورتیں یاد کیں خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ یہ نوجوان سادات میں سے یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں سے تھا اور اس کے افراد خانہ مدینہ منورہ میں موجود تھے الجامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ کے شعبہ اصول دین سے فارغ ہونے کے بعد ادارات البحوث العلمیه والا فتاء الدعوة والارشاد کے رئیس عام کی طرف سے ماریشیس اور پھر مملکت بحرین میں بھیجا گیا اور میں نے وہاں بارہ سال کام کیا اور اس عرصہ میں میں نے بہت سے مما لک کے دورے کئے لیکن میں نے جو تاثیر تبلیغی جماعت میں دیکھی کسی دوسری جماعت میں نہیں دیکھی۔ عوام الناس میں اس

لیت کی وجہ سے......اگرچہ بعض لوگ اس جماعت پر اعتراض کرتے ہیں اور اس پر بڑی اتہام تراشی کرتے ہیں لیکن......اس جماعت کے خلوص کی بدولت اللہ تعالی اس کی تائید غیبی فرماتے ہیں اور اس کی طرف سے دفاع کرتے ہیں۔اس وقت جو کتاب آپ کے سامنے ہے میں نے اس کا نام "**جلاء الاذهان عما اشتبه فی جماعة التبلیغ لبعض اهل الایمان**" رکھا ہے۔

درحقیقت یہ سعودی عرب کے مخلص علماء کرام کے رسائل کا مجموعہ ہے اور ان سب کے سردار ہمارے روحانی باپ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (حفظہ اللہ) ہیں تو یہ اللہ تعالی کی طرف سے تبلیغی جماعت کی غیبی تائید ہے اور اس میں جماعت کی حوصلہ افزائی ہے اور سیکھنے، سکھانے کی اور عقائد صحیح کرنے کی ترغیب وتحریص ہے ان سب سے زیادہ اہم کام امت اسلامیہ کو تفرقہ بازی اور اختلاف سے نکال کر اتحاد کی طرف دعوت دینا ہے اس لئے میں نے خیال کیا کہ ان عربی رسائل کو بعینہ جس طرح کے ہیں شائع کردوں تا کہ امت مسلمہ ایک کلمہ پر جمع ہو جائے۔

اس لئے کہ امت مسلمہ اس زمانہ میں تفرقہ بازی اور اختلاف کی وجہ سے جو مصیبت جھیل رہی ہے اس کی وجہ سے وہ بہ نسبت گذشتہ زمانہ کے اب اتحاد کی زیادہ محتاج ہے امن سکون، کتاب وسنت کی طرف رجوع اور اس کے تقاضوں پر عمل، دعوت الی اللہ کے قیام اور اتحاد اسلامی کے بغیر ناممکن ہے۔

آخر میں میں فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن یوسف بہزاد (حفظہ اللہ) کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی طباعت کے لئے مواد جمع کرنے میں میری معاونت کی اور اسی طرح میں حضرت فضیلۃ الشیخ السید مولانا نفیس الحسینی (رحمۃ اللہ علیہ) کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس بہت بڑے کام کے متعلق ادائے فرض کا حکم فرمایا اخیر میں میں مکتبہ

(دار الحسن للطباعة والترجمہ) مرکز الف 8 ایوب مارکیٹ، اسلام آباد کے کارکنان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور وہ یہ ہیں شیخ راغب حسن اور شیخ احمد حسن (حفظہم اللہ) اور اس کتاب کی طباعت کے سلسلہ میں فنی کام کرنے والے برادرم سلیمان حیدر (حفظہ اللہ) ہیں جنہوں نے اس کی طباعت کتابت اور حسین وجمیل شکل وصورت میں نکالنے میں اپنی کوششیں صرف کردیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ میرے اس حقیر کام کو امت اسلامیہ کی وحدت کا ذر بنائے آمین اور امت مسلمہ کو اپنے حقیقی کام کرنے کی تو دے اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر والا کام ہے تاکہ اس کا شاندار ماضی اور کھوئی ہوئی عزت واپس آجائے۔ آمین

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين

غلام مصطفیٰ حسن فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

صدر جامعہ محمدیہ (بنات)

86 اے کشمیر روڈ، غلام محمد آباد، فیصل آباد، پاکستان

یکم جمادی الثانیہ 1415 ہجری۔

تقریظ

حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

الحمد لله وحده والسلام والصلوة علی عن لا نبی بعده

چند سال ہوئے عالمی تبلیغی جماعت کے محاسن پر ایک کتاب ''**جلاء الاذهان**'' کے نام سے عربی زبان میں شائع ہوئی۔ مولانا غلام مصطفیٰ حسن اس کے مرتب ہیں۔ اب اسے ابواحمد نور محمد صاحب قادری تونسوی نے سلیس اردو زبان میں منتقل کر دیا ہے۔

یہ کتاب فریضہء تبلیغ اور تبلیغی جماعت پر پوری پوری روشنی ڈالتی ہے۔ تبلیغی جماعت کے اکابر بالخصوص عارف باللہ حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی اور حضرت مولانا انعام الحسن دہلوی، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی اور حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہم کے مسلک ومشرب کی ثقاہت وصداقت کو ظاہر کرتی ہے۔ تبلیغی جماعت علماء اہل سنت و جماعت دیوبند کے مسلک حقہ سے وابستہ ہے۔ بعض تیرہ باطن جماعت کی شہرہ آفاق لیت سے حسد کھا کر اس کے خلاف زبان طعن دراز کرتے ہیں علمائے عرب نے ناقدین وحاسدین کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ علماء کرام اور ''**جلاء الاذهان**'' کے مرتب نیز مترجم کو جزاء خیر سے نوازے عالم اسلام کو حاسدین کے شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ تبلیغی جماعت کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آخرت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محشور فرمائے۔ آمین۔

احقر نفیس الحسینی

4 رجب 1424 ہجری، کریم پارک، لاہور

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد (ایم۔بی۔بی۔ایس)

استاذ الحدیث، جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

بسم اللہ حامداو مصلیا

عزیزم ڈاکٹر ظفر نیاز صاحب سلمہ اللہ کا مطالبہ تھا کہ میں ''تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب'' کے نام سے ترجمہ کرائی ہوئی کتاب پر بطور تقریظ کچھ لکھ دوں۔

اول میں نے ترجمہ کو تو پورا پڑھا لیکن اصل عربی کتاب سے ترجمہ کا تقابل نہیں کیا۔ پھر جہاں ضرورت تھی کچھ اصلاح کی اور وہ چند مضامین جن کا تعلق صرف عربوں کے حالات سے ہے اور اردو خواں حضرات کو وہ مفید نہ تھے ان کو حذف کر دیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ دعوت وتبلیغ دین کا اہم شعبہ ہے اور ہر دور کی ضرورت کے مطابق اللہ تعالی اپنے خاص بندوں سے اس شعبہ میں کام لیتے رہے ہیں۔ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کام لیا اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی کام لیا۔ جب عوام میں غیر اسلامی فکر اور ثقافت کا غلبہ ہونے لگا اور نظر آنے لگا کہ یہ معاملہ اب بڑھتا ہی جائے گا تو اللہ تعالی نے حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت کے کام کے لئے کھڑا کیا اور انہوں نے سیاسی کشمکش سے بچتے ہوئے ایمان ویقین بنانے کی محنت کا طریقہ دیا، جس کے بیش بہا فوائد سب کے سامنے ہیں۔

اس طریقہ کی دعوت دین کے دیگر شعبوں کے ساتھ اور جہاد کے ساتھ تقابل کی ضرورت نہیں۔ ہر شعبہ اپنی جگہ اہم اور ضروری ہے اصل ضرورت زیادہ سے زیادہ علاقوں میں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی ہے۔ پاک و ہند کے علاوہ دنیا کے اور علاقوں کے لوگ بھی اس کام میں جڑ رہے ہیں۔ کچھ عربوں نے اس کام کی مخالفت کی تو وہیں کے بڑے

بڑے علماء حضرات نے اس کام کا دفاع کیا۔اس کتاب میں اسی دفاع کی تفصیلات ذکر ہیں جومبنی برانصاف ہیں۔

آخر میں تبلیغ سے وابستہ اہل علم سے درخواست ہے کہ اللہ تعالی کے فضل سے کام میں پھیلاؤ خوب ہوگیا ہے۔ایسے میں اس بات کی ضرورت بہت زیادہ ہوگئی ہے کہ کام کے ہر پہلو کو پختہ علمی دلائل پر استوار رکھا جائے اور کام سے متعلق تصورات (Concepts) کوشرعی دلائل کی روشنی میں متعین اور واضح کیا جائے اور تسامح اور ابہام سے اجتناب کیا جائے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ہم سب کو راہِ ہدایت پر رکھیں اور اپنی مرضیات پر چلنے کی تو عطا فرمائیں۔آمین بحرمة سيد المرسلين.

عبدالواحد

3رمضان المبارک1424ہجری۔

تقریظ

استاذ العلماء حضرت پروفیسر ڈاکٹر مولانا محمد یوسف خاں حفظہ اللہ

استاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم . اما بعد!

الحمد للہ آج دنیا کے اطراف واکناف میں دعوت وتبلیغ کے ذریعے پوری انسانیت کو ہدایت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔اس کے نتیجے میں ایک طرف حق و باطل کی کشمکش کا سامنا ہوا اور دوسری طرف بعض نام نہاد دینی تنظیموں اور ان کے افراد نے اپنے مخصوص مقاصد پر دعوت وتبلیغ کی لیت کی وجہ سے لوگوں کی بے توجہی محسوس کی تو انہوں نے ہر سطح پر دعوت وتبلیغ کے کام میں رکاوٹ ڈالنا شروع کی، عوام الناس میں دعوت وتبلیغ کے بارے میں من گھڑت باتیں مشہور کر ڈالیں اور بین الاقوامی سطح پر خصوصاً عرب ممالک میں بہت سی بدگمانیاں دعوت وتبلیغ کے بارے میں پیدا کرنے کی کوشش کی۔اس پس منظر میں اس کتاب کی اشاعت انتہائی اہمیت کی حامل ہے کہ اہل عرب کے جید علماء کی آراء امت کے سامنے آئیں جس سے عوام کو خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے پر ان شاءاللہ یہ بات بہت واضح ہو جائے گی کہ علماء عرب دعوت وتبلیغ کے کام سے مطمئن ہیں اور اس کی تائید کرتے ہیں نیز دعوت وتبلیغ کے کام کی اہمیت وافادیت بیان کرتے ہیں۔اللہ رب العزت ہم سب کو اخلاص کے ساتھ داعی اسلام بنادے اور دنیا میں پھیلے ہوئے فتنوں کے جال سے اپنا دامن بچاتے ہوئے دین اسلام پر خود بھی عمل کرنے کی تو عطا فرمائے اور دوسروں کو بھی دین کی دعوت دینے کی سعادت عطا فرمائے۔آمین

احقر محمد یوسف خان غفرلہ

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

5 رمضان المبارک 1424 ہجری

تقریظ

حضرت مولانا عبدالمتین قاسمی حفظہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی وسلم علی رسولہ الکریم الذی ارسلہ الی کافۃ للناس بشیرا و نذیرا. امابعد!

درج ذیل کتاب ''جلاء الاذھان عما اشتبہ فی جماعۃ التبلیغ لبعض اھل الایمان '' کے نام سے ہمارے محترم دوسرت جناب مولانا غلام مصطفیٰ حسن فیصل آبادوالوں نے عربی میں ترتیب دی ہے جس کا ترجمہ پہلی دفعہ جناب ابواحمد نور محمد قادری تونسوی نے اردو میں کیا ہے جس میں جماعت تبلیغ پر ہونے والے بہت سے اعتراضات کے جوابات ''جوخصوصاً علماءعرب کی جانب سے اس دعوت والے کام پر کیئے جاتے رہے'' دیے گئے ہیں اس وقت کے جید عالم دین اورسعودی عرب کے مفتی اعظم جناب شیخ عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کے تائید خطوط اس میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں.

اس سے قبل اس نوعیت کی متعدد کتب چھپ چکی ہیں خاص طور پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے چھپنے والی کتاب ''تبلیغی جماعت پر اشکالات اور ان کے جوابات'' بڑی اہمیت رکھتی ہے تاہم اس میں عمومی طور پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں۔

عام طور سے اعتراض غیر مصدقہ ،سنی ہوئی بات پر ہوتا رہتا ہے، ورنہ کام میں چل کر ملاحظہ کرنے سے بہت سے اشکالات خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔ تجربے اور مشاہدہ سے یہ بات واضح ہے کہ اس کام کا فائدہ سورج اور چاند کی روشنی کی طرح ہے جس سے کبھی سمجھدار اور عقلمند کو انکار نہیں اور اس گئے گزرے دور میں جب کہ فتنے چاروں طرف سے

دین اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے چاروں طرف سے ایسے اکٹھے ہو گئے ہیں جیسے مردار کو کھانے کے لئے گدھ جمع ہو جاتے ہیں تو اس موقع پر یہ دعوت وتبلیغ کا کام بھی ایسا انٹرنیشنل کام نظر آتا ہے جس کی شاخیں دنیا کے ہر ملک میں پھیلی ہوئی ہیں اور تمام دنیا کے مسلمان رائیونڈ اور نظام الدین والوں کے مشورے سے اس انبیاء علیہم السلام والے دعوتی سلسلہ کو آگے بڑھا رہے ہیں جس کی برکت سے گذشتہ تیس سال کی نسبت دین کے تمام شعبوں میں بہار آ چکی ہے۔

مسلمان ممالک تو ایک طرف رہے خود یو پی ممالک جہاں پر پردے کا تصور ناممکن نظر آتا تھا آج اس کام کی برکت سے کام میں چلنے والی خواتین میں پردے کی وہ صورت نظر آئی جس کا تصور کسی بھی دوسری جگہ شاید آپ نہ کر سکیں الغرض جہاد کا سلسلہ ہو یا ذکر واذکار، مدارس کا میدان ہو ہر شعبہ دین کی آبیاری یہیں سے ہوتی نظر آئے گی۔لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس میں اپنا حصہ ڈالیں ورنہ یہ کام جس کسمپرسی میں شروع ہوا اور وسائل کے بغیر جس تیزی سے پھیلا اکابر کے خلوص کی برکت سے مزید پھیل بھی جائے گا تو اس میں اپنا حصہ ڈال کر اپنا حشر انبیاء علیہم السلام کے وارثین اور نائبین میں سے بنائیں۔

عبدالمتین قاسمی

استاذ جامعہ اشرفیہ لاہور

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين ولا عدوان الا على الظالمين والصلوة والسلام على خاتم الانبياء وامام المرسلين محمد سيد بني آدم اجمعين وآله الطاهرين وصحابته ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد.

آج کل تبلیغی جماعت کے متعلق تعریف وتوصیف اور جرح قدح کی بہت باتیں ہورہی ہیں جن سے عام ذہن تشویش اور پراگندگی کا شکار ہوگئے ہیں اس لئے میں نے یہ رسالہ لکھا ہے تاکہ جماعت پر عائد کردہ الزامات کی صفائی ہوجائے اور مخالفت کے انجام سے ڈرایا جائے اور سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

تبلیغی جماعت کی ابتداء:

ہندوستان کے دارالحکومت دہلی میں چودھویں صدی ہجری کی تیسری دہائی میں اللہ تعالیٰ کی امداد اور اس کی تو سے حضرت مولانا محمد الیاس بن مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر تبلیغی جماعت کے کام کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ہم سب کی مغفرت فرمائے اور رحم فرمائے۔ آمین۔

تبلیغی جماعت کے قیام کے اسباب:

بے شک ہر بڑے کام کے لئے خواہ وہ مفید ہو یا مضر کچھ حالات اور کوائف ہوتے ہیں جو اس کے وجود اور ظہور کا تقاضا کرتے ہیں چنانچہ اکثر مسلم ممالک میں امت مسلمہ فسق وفساد اور جہل وشرور میں مبتلا ہوچکی تھی۔ جو کام کہ جاہلیت اولی کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے بلکہ تقریباً مکمل جاہلیت اولی ہی ہے یہ ہے کہ بیشتر ملکوں میں عقیدے کا فساد،

عبادت سے ناواقفیت، عقول میں گمراہی اور دلوں کی بیماری پائی جاتی ہے۔ بلاد اسلامیہ میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً مسلمان دین اسلام اور اس کے احکام سے ناواقفیت کی وجہ سے ہندوانہ بت پرستی کی طرف عود کرنا شروع کر چکے ہیں ایسے تیرہ و تاریک حالات میں تبلیغی جماعت قائم ہوئی اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ کو جس شخص کا بچانا منظور ہو اس کو اسلام کے بارے میں لاعلمی سے اور اس کے احکام کی دوری سے بچایا جا سکے۔ تاکہ وہ دین کو سیکھے اور عمل کرے پس کامل بنے اور نجات پائے اور سعادت حاصل کرے کیونکہ دین اسلام کے علم اور اس کے احکام پر عمل کیے بغیر نہ نجات ہے نہ کمال، نہ کامیابی۔

تبلیغی جماعت کا گمراہی سے ہدایت کی طرف لانے کا طریقہ:

جو شخص کسی غرق ہونے والے کو غرق ہونے سے بچانا چاہتا ہے یا کسی ہلاکت کے گڑھے میں گرنے والے کو ہلاکت سے بچانا چاہتا ہے اس کے لئے کوئی ضروری ہے کہ وہ ایسا مناسب طریقہ اختیار کرے جس کے ذر وہ بحکم اللہ قدرت پا کر جس کو غرق ہونے اور ہلاک ہونے سے بچانا چاہتا ہے بچالے۔ تو جب معاملہ ایسا ہے تو دیکھنا یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے ہاں بچاؤ کا کیا طریقہ ہے جبکہ اکثر لوگ گمراہیوں میں غرق یا ہلاک ہو رہے ہیں۔ جماعت کے طریقہ کار کو بیان کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ ہم مسلمانوں کے موجود معاشرے پر ایک نظر ڈالیں کہ مسلم ممالک میں کیا ہو رہا ہے۔ حال سب کا ایک جیسا ہے خواہ مشرق ہو یا مغرب، شمال ہو یا جنوب، قبروں کو پوجا جا رہا ہے، جاہلیت کے میلے ہو رہے ہیں، فرائض اور سنتوں کو چھوڑ کر فسق و فجور عام ہو رہا ہے۔

حرام اور گناہوں کا بھرپور ارتکاب ہو رہا ہے، رہے اسلامی آداب و اخلاق، تو وہ کیسے موجود رہ سکتے ہیں جبکہ نمازیں ترک ہو چکی ہیں لوگ خواہشات میں ڈوب چکے ہیں اور فرائض و واجبات سے بالکل ناواقف ہیں۔ آپ کسی آبادی کی مسجد میں چلے جائیں تو اس کو

سوائے چند بوڑھوں کے کوئی نظر نہیں آئے گا۔ شہر کے مسلمان کہاں ہیں؟ یقیناً قہوہ خانوں، کھیل کے میدانوں، بازاروں، غلط مجلسوں اور برائی کے اڈوں میں ہیں۔ وہاں ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں گویا کہ ایمان نہیں رکھتے۔

ایسے معاشرہ میں جس پر غفلت چھائی ہوئی، دین سے ناواقفیت کی حکمرانی ہو، خواہشات نے قابو پا رکھا ہو اور شہوات کا غلبہ ہو، تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ پر لازم تھا کہ ایک ایسا طریقہ کار تلاش کرتے جو اس اہم صورت حال کے مناسب ہوتا کہ اس کے ذر شرک، فسق، ظلم اور جہالت میں غرق ہونے والے لوگوں کو بچایا جا سکے اور اللہ تعالی نے ان کو ایک مفید اور کامیاب طریقہ کار کی ہدایت دی تو اللہ تعالی نے اس سبب سے بے شمار لوگوں کو بچا لیا۔ چنانچہ کمزور ایمان والوں کے ایمان کی قوت، جہالت کے اندھیروں میں رہنے والوں کو نور معرفت، غفلت کی زندگی گزارنے والوں کو ذکر کی حفاظت اور فسق و فجور سے بچا کر رب رحمٰن کی اطاعت نصیب ہوئی۔

اب ہم تبلیغی جماعت کا وہ طریقہ کار بیان کرتے ہیں جس کی اللہ تعالی نے اپنے ایک بندے حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ تعالی کو ہدایت دی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی تو بخشی اور اس کے نتیجہ میں خیر کثیر وجود میں آئی۔ یہ پر حکمت تربیتی طریقہ اس اعتبار سے عجیب ہے کہ یہ جامع ہونے کے باوجود مختصر ہے کیونکہ یہ صرف چھ نمبروں پر مشتمل ہے جن کو صفات ستہ یعنی چھ صفات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ چھ صفات مندرجہ ذیل ہیں۔

1- کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی بایں طور شہادت دینا کہ اس کی حقیقت ہمارے دلوں میں اتر جائے۔ یہ کسی طرح ہمارے دلوں میں آئے گی؟ اس طرح کی اللہ تعالی کے حکموں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کے مطابق بجالایا جائے۔ خواہ وہ عبادات ہوں، خواہ دوسری طاعات اور نیک اعمال ہوں۔

2- خشوع وخضوع والی نماز کو قائم کرنا:

یعنی نماز کو ارکان، واجبات وغیرہ کی پوری پوری رعایت کے ساتھ ادا کرنا اور خشوع وخضوع پر سختی سے پابندی کرنا کیونکہ یہ نماز کی روح ہے جس کے بغیر نماز کا وہ ثمرہ حاصل نہیں ہوتا جس کے لئے وہ مشروع کی گئی ہے۔ یعنی برائی اور بے حیائی سے روکنا اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ خشوع وخضوع کے نہ ہونے کی وجہ سے اکثر نمازیوں کو ان کی نماز گناہوں اور برائیوں سے نہیں روکتی۔

3- علم وذکر:

یعنی دین کا ضروری علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا اور ذکر سے یہ بھی مراد ہے کیونکہ علم پر عمل کرنا ذکر ہے اور علم بغیر عمل کے اعراض اور نسیان ہے اور خدا کی پناہ ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔

4- اکرام مسلم:

اس کا مقصد ومطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی عرصہ دراز سے کھوئی ہوئی حیثیت واپس آ جائے۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا دشمن بن چکا ہے اس کو جان سے مار دیتا ہے۔ اس کا مال چھین لیتا ہے۔ اس کی آبرو ریزی کرتا ہے کہ اس کی ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ سے بدکار کرتا ہے اور یہ سب کچھ مسلمانوں کے ملک میں ہوتا ہے۔ بے شک اکرام مسلم یہ ہے کہ مسلمان بھائی کا احترام اور اس کی قدر کی جائے جس کی صورت یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ایذا نہ دی جائے بلکہ تکلیف دہ چیز سے اس کو بچا لیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور حقیقت یہ ہے کہ مدت مدید سے یہ چیز مسلمانوں میں بہت کم ہو چکی ہے بلکہ گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔

5- تصحیح نیت:

اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اپنے ہر عمل میں اللہ تعالی کی رضا کی نیت کرے۔ اپنے ہر عقیدہ، ہر عمل اور ہر قول میں اللہ تعالی کی خوشنودی کا طالب ہو اور یہ وہ اخلاص ہے جو قرآن مجید میں بیان کیا گیا اور سنت رسول اللہ ﷺ بھی اسی کی تاکید کرتی ہے۔

6- دعوت الی اللہ تعالی:

دعوت الی اللہ یہ ہے کہ لوگوں کو ایمان ویقین کی طرف بلایا جائے اور اللہ تعالی کی فرماں برداری اور حضور اکرم ﷺ کی اطاعت کی دعوت دی جائے جس کا حکم کتاب وسنت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان کامل بن جائے اور دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جائے۔

دعوت کے کام کو تبلیغ والے کس طرح کرتے ہیں:

تبلیغ والوں نے دعوت وتبلیغ کی صلا یت اور اس کے فائدہ کے یقینی ہونے کو جان لینے کے بعد سوچ بچار کی کہ اس کو کس طرح استعمال کی جائے اور اس کے جاری کرنے کی کیا صورت ہونی چاہیئے تاکہ یہ طریقہ علم نظری کے دائرہ سے نکل کر عملی جامہ پہن لے اور علم وعمل میں مطابقت پیدا ہو جائے۔ تو اللہ تعالی کی تو سے ان لوگوں نے جس راستے کی طرف ہدایت پائی وہ مندرجہ ذیل نمبرات میں آپ کے سامنے ہے۔

اول: مسجد دعوت وتبلیغ کا پہلا مرکز ہے:

اس بارے میں ان لوگوں نے تمام داعیوں کے آقا اور پیشوا حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ ہجرت کے وقت جب آپ ﷺ بنی عوف کے محلّہ میں ٹھہرے تھے تو آپ نے اپنی دعوت وتبلیغ سے پہلے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی اور جب مدینہ منورہ میں آپ کی ننھیال (بنی نجار)

کے ہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی تو آپ ﷺ نے وہاں بھی سب سے پہلے مسجد کی بنیاد رکھی اور اسے دعوت وتبلیغ کا مرکز بنایا۔اسی کی اتباع میں تبلیغی جماعت والے مسجد کو اپنی دعوت وتبلیغ کے لئے مرکز بناتے ہیں۔غرض یہ دعوت مسجد سے شروع ہوتی ہے اور مسجد تک جاتی ہے۔مسجد سے نکلتی ہے اور مسجد واپس آتی ہے اور (مدینہ منورہ میں) جس مسجد کو ان لوگوں نے اپنی دعوت کا مرکز بنایا ہوا ہے اس کو نیک شگون کے طور پر مسجد نور کہتے ہیں اور یہ بات واقع کے مطابق ہے کیونکہ اسلام کے اندر مساجد نورانی مقام ہیں کیونکہ ان میں علم سکیھا جاتا ہے اور نماز، ذکر، دعا اور تلاوت کتاب اللہ وغیرہ عبادات کے ذر ارواح کا تزکیہ کیا جاتا ہے , مساجد ہی میں آداب سیکھے جاتے ہیں اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے کیونکہ مسجد میں خاموش رہنے، حسن اطوار، روحانی پاکیزگی اور لباس اور بدن کی صفائی کی تلقین ہوتی ہے۔ ہفتہ وار چھٹی کے دن تبلیغ والے مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ بیوی، بچوں اور آرام دہ بستروں کو چھوڑ کر مسجد میں رات گزارتے ہیں۔سب سے کٹ کر اپنے رب کی طرف یکسوئی کے ساتھ متوجہ رہتے ہیں جبکہ غفلت میں پڑے رہنے والے عیاش لوگ رات کو لہو ولعب اور باطل کاموں میں لگ جاتے ہیں حتی کہ کہیں صبح صادق کے قریب جا کر سوتے ہیں اور سورج کی تپش سے بیدار ہوتے ہیں.

غرض نہ نماز نہ اللہ کی یاد اور جس رات تبلیغ والے مسجد میں ٹھہرتے ہیں تو ان میں سے ایک سمجھدار ساتھی سونے سے پہلے ان سب کو وعظ ونصیحت کرتا ہے اور ان کو دینی فرائض یاد دلاتا ہے اور ان سے مطالبہ کرتا ہے کہ اللہ تعالی کے راستے میں اپنے وقت کی قربانی دیں اور یہ اس طرح کہ اللہ تعالی کے راستے میں نکلنے والوں کی فہرست میں اپنے نام لکھوائیں تا کہ غافلین اور اللہ تعالی کی اد سے اعراض کرنے والوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی دعوت دی جائے شاید کہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو ان کے ہاتھوں ہدایت نصیب

فرما دے اور ان کی نظر حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر ہوتی ہے ''تیرے ذریعے اگر اللہ تعالی کسی ایک شخص کو راہ ہدایت نصیب فرما دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''

پھر فجر کی نماز کے بعد جماعت کا ایک فرد جو کہ طویل تجربات اور جماعت کے میدان میں بکثرت کام کرنے کی وجہ سے بڑی اچھی صلاحیت کا مالک ہوتا ہے۔ کھڑے ہو کر اللہ تعالی کے راستے میں نکلنے والوں سے بات چیت کرتا ہے جنہوں نے اپنی اپنی فرصت کے مطابق نام لکھوائے تھے کچھ لوگ ایک دن کے لئے لکھواتے ہیں اور کچھ اس سے زیادہ کے لئے۔ اللہ تعالی کے راستے میں نکلنے والوں کے ساتھ جو بات چیت ہوتی ہے اس کو یہ لوگ ''ہدایات'' کہتے ہیں۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنی نیت کو خالص رکھنا، دعوت، سفر اور مسجد میں ٹھہرنے کے آداب کی پابندی کرنا۔ ساتھیوں سے حسن سلوک کرنا، امیر جماعت کی پوری پوری اطاعت کرنا، روانگی سے واپسی تک ہر بات اور ہر ہدایت پر کاربند رہنا ہدایات سے فارغ ہونے کے بعد ہر جماعت اپنے مقرر کئے گئے امیر کے ساتھ اکٹھی ہو جاتی ہے تو وہ ان کو صبر، نیکی اور اصلاح نیت کی وصیت کرتا ہے پھر وہ ان سے سفر خرچہ جمع کرتا ہے اور یہ نفقہ بابرکت ہوتا ہے پھر ان میں سے دو آدمی ضروریات سفر مہیا کرنے کے لئے مقرر کر دیے جاتے ہیں پھر جب یہ لوگ سفر کے لئے سواری پر سوار ہوتے ہیں تو سفر کی ادعیہ ماثورہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور قرآن کریم سیکھنے اور اخلاق و آداب کی باتیں سیکھنے میں لگ جاتے ہیں اور جب کسی بستی یا شہر جہاں ان کی تشکیل ہوتی ہے، پہنچتے ہیں تو سب سے پہلے اس مسجد کا رخ کرتے ہیں اور داخل ہو کر **تحیۃ المسجد** پڑھتے ہیں اور اس کے بعد دعوت و تبلیغ کے کام کی ترتیب کے بارے میں مشورہ کے لئے جمع ہو جاتے ہیں اور آئندہ چوبیس گھنٹوں پر تقسیم کار کا مشورہ کر لیتے ہیں اور ان کا عمل درج ذیل امور پر مشتمل ہوتا ہے۔

1- کھانا تیار کرنا:

یعنی یہ کام کوئی کرے گا تو ان میں سے دو یا تین آدمی اس کام کے لئے مقرر کر دیے جاتے ہیں۔

2- وقت کی حد بندی:

امام مسجد کی ملاقات، پولیس کے مرکز میں جانے، حاکم شہر، محلّہ کے بڑے آدمی، گاؤں کے شیخ (عالم دین) کی زیارت ان سب کے لئے وقت مقرر کرنا اور ان سب کاموں کو وقت مقررہ میں پورا کرنا اور یہ سب کام تالیف قلوب، ازالہ شکوک اور دینی یا دنیاوی لحاظ سے بڑے لوگوں کے احترام کے لئے کئے جاتے ہیں۔

3- جماعت کا تعارف:

جو لوگ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں نماز ظہر کے بعد ان کے سامنے جماعت کا تعارف کرایا جاتا ہے کہ یہ لوگ آپ کے دینی بھائی ہیں۔ دنیا کی کسی چیز کا ان کو طمع نہیں ہے۔ مسلمان بھائیوں کی زیارت اور محبت کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہے اور ان سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ تذکیر و تطہیر کے لئے جماعت کے افراد کے ساتھ چلیں۔ تذکیر سے مراد اللہ تعالی کے ساتھ نصیحت کرنا اور تطہیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ذریعے نفوس کو پاک کرنا۔

4- بیان کرنا:

نماز عصر کے بعد بیان ہوتا ہے جس میں گشت کے آداب بتائے جاتے ہیں۔ نماز مغرب سے ایک گھنٹہ پہلے لوگوں کی طرف ان کے بازاروں، تجارت گاہوں، قہوہ خانوں اور ان کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں میں جاتے اور ان کو اللہ کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں

اوران کودعوت دیتے ہیں کہ آپ مسجد میں یف لائیں۔نماز مغرب بھی ادا کریں اور بعد المغرب بیان ہوگا وعظ ونصیحت ہوگی وہ بھی سنیں ان شاءاللہ بڑا فائدہ ہوگا۔

دوم: گشت کا نظام:

دعوت وتبلیغ کے واسطے سے وجود میں آنے والی تبلیغی جماعت کے نظاموں میں سے ایک گشت کا نظام ہے۔ یہ لوگ گشت کے لئے ایک امیر مقرر کرتے ہیں، ایک رہبر ہوتا ہے اور ایک متکلم ہوتا ہے جو لوگوں سے بات یت کرتا ہے اور جب یہ لوگ گشت کے لئے مسجد سے باہر جاتے ہیں تو ایک ساتھ کو مسجد میں ذکر اللہ اور دعا کے لئے چھوڑ جاتے ہیں جو خاص طور سے یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالی جماعت والوں کوتو دے اور دعوت میں درست اور صحیح راہ دکھائے اوران کو مسلمانوں کی ہدایت ورہبری میں کامیاب فرمائے۔اسی طرح یہ لوگ ایک دوسرے ساتھی کو دعوت قبول کر کے مسجد کی طرف آنے والے حضرات کے استقبال کے کے مقرر کرتے ہیں اور وہ استقبال کرنے والا آنے والوں کی تالیف قلب کے لئے ان کے ساتھ اچھی باتوں کا مذاکرہ کرتا ہے ان سے انس ومحبت کرتا ہے نماز مغرب کے بعد جماعت کا ایک آدمی وعظ ونصیحت کے بیان کا اعلان کرتا ہے کہ:

یقیناً ہم سب کی نجات اور کامیابی اللہ تعالی کے احکام اور حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق چلنے میں ہے ’’نماز کے بعد ’’ایمان ویقین‘‘ کی بات ہوگی ’’سن کر جانا‘‘۔عشاء کی نماز کے بعد یہ لوگ ’’حیاۃ الصحابہ‘‘ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک دو واقعات پڑھتے ہیں تا کہ اللہ تعالی کے راستے میں نکل کر اپنا مال و جان اور وقت خرچ کرنے والے جماعت کے لوگ اپنی محنت وکوشش کو زیادہ نہ سمجھنے لگیں (کیونکہ حضرات صحابہ کرامؓ نے ان سے کئی درجہ بڑھ کر دین کی خاطر قربانیاں دی ہیں) اور تا کہ دین کی محنت میں ان کی رغبت بڑھ جائے اور دعوت کے راستے میں خوش دل ہو کر خرچ

کریں۔ پھر کھانے اور سونے سے قبل ایک ساتھی ان کو ان امور کے متعلق سنن و آداب سکھاتا ہے اسی طرح ان کو مسجد کے آداب بھی سکھاتا ہے کہ اس میں مناسب طریقے اور اچھے حال پر رہنا ہے۔ اسی طرح وہ ان کو قیام لیل یعنی نماز تہجد کی ترغیب دیتا ہے اور یہ سب لوگ اپنی اپنی جسمانی اور روحانی استعداد کے مطابق عملاً رات کا قیام کر کے نماز تہجد پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اس حد تک تو یقینی بات ہے کہ صبح صادق سے آدھ گھنٹہ قبل ان کا کوئی ایک ساتھی بھی سویا ہوا نہیں ہوتا۔ نماز صبح کے بعد وعظ و نصیحت کے لئے بیٹھ جاتے ہیں (چھ نمبر بیان کرتے ہیں) پھر قرآن مجید سیکھتے سکھاتے ہیں۔ خاص کر آخری دس سورتیں، سورۃ فیل سے سورۃ الناس تک بمع فاتحہ جو ہر اس مسلمان کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں جو اللہ تعالی کے راستہ میں نکلنے والا اور دعوت الی اللہ کا کام کرنے والا ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے اور ایک نیزے کے برابر ہو جاتا ہے تو یہ حضرات اشراق کی نماز پڑھتے ہیں۔ پھر ناشتہ کرتے ہیں اور اس کے بعد ایک گھنٹہ آرام کرتے ہیں پھر کام کرنے اور ضروری ترتیب دینے کے لئے مشورہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں اور اسی کے مطابق ان کے آئندہ چوبیس گھنٹوں کا عمل ہوتا ہے۔ یہ اجمالی اور تفصیلی طور پر تبلیغی جماعت کا عملی نظام ہے۔

سوم: پابندیاں:

تبلیغی جماعت کے چند ایسے امور کہ جو شخص بھی دعوت دین کے لئے ان کے ہمراہ نکلتا ہے اس کو ان کا پابند بناتے ہیں تا کہ وہ اللہ کی تو سے خود بھی نفع اٹھائے اور دوسروں کو بھی نفع دے اور وہ امور درج ذیل ہیں۔

(الف) چار چیزوں کی خوب پابندی کریں:

1- امیر کی اطاعت کرنا۔

2- اجتماعی کاموں میں جڑنا۔

3- اللہ کے راستے میں پیش آنے والی تکلیف کو برداشت کرنا۔

4- مسجد کی صفائی کرنا۔

(ب) چار کاموں میں ہر وقت مشغول رہنا:

1- دعوت دیتے رہنا۔

2- عبادات کو انجام دینا۔

3- تعلیم کے حلقہ میں بیٹھنا۔

4- جماعت کے ساتھیوں کی خدمت اور تعاون کرنا۔

(ج) تین کاموں کو کم کرنا:

1- کم کھانا 2- کم سونا 3- کم بولنا

(د) چار کاموں سے پرہیز کرنا:

1- اسراف (اور وہ حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں)۔

2- اشراف (کسی کے ہاتھ میں چیز دیکھ کر یہ طمع نہ کرنا کہ یہ میری ہو جائے)۔

3- لوگوں سے سوال کرنا۔

4- کسی کی چیز کو اس کی اجازت اور رضا کے بغیر استعمال کرنا۔

(ھ) چار باتوں میں زیادہ منہمک نہ ہونا:

1- فقہی مسائل میں، تا کہ جن لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی گئی ہے وہ ہدایت میں نئے نئے آنے کی وجہ سے مسائل کو نا قابل برداشت بوجھ سمجھ کر متنفر نہ ہو جائیں۔

2- سیاست میں، تا کہ مخالف جماعت سے دلچسپی رکھنے والے کو دعوت دینے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

3- فرقہ بندی میں تا کہ کسی دوسرے فکر اور مسلک سے تعلق رکھنے والے غیر سمجھ کر بدک نہ جائیں۔

4- بحث مباحثوں میں تا کہ بے فائدہ کاموں میں وقت ضائع نہ ہو اور تا کہ لوگوں کے سینے میں کینہ و بغض نہ بھر جائے جو سلامتی صدر کے منافی ہے۔

دنیا بھر میں تبلیغی جماعت کے اثرات و نتائج:

تبلیغی جماعت کی ابتدائی تاریخ اور اس کے طریق کار کے تعارف کے بعد اب ہم جماعت کی دعوت کے مثبت اور منفی اثرات و نتائج کو (اگر کوئی منفی اثرات بھی ہوں) ذکر کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے اس جماعت کو شمالی افریقہ، مغرب، الجزائر، تیونس اور لیبیا میں دیکھا جس طرح کہ میں نے ان کو فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور برطانیہ میں دیکھا اور امریکہ میں بھی میں نے جماعت کے اثرات سنے اور براعظم ہند میں بھی اور میں نے مشرق وسطی میں بھی جماعت کے اثرات کا مشاہدہ کیا دعوت کے چند اثرات مندرجہ ذیل ہیں:

1- خضوع و خشوع والی نماز کی پابندی۔

2- شعائر دینیہ کا اظہار۔ مثلاً عورتوں کا پردہ، مردوں کا ڈاڑھی رکھنا اور سر پر پگڑی وغیرہ۔

3- قول و عمل اور اعتقاد میں شرک و بدعات کو ترک کرنا۔

4- دعوت توحید کو قبول کرنا۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا۔ شمالی افریقہ اور یورپ میں جو تبلیغ والے حضرات تھے جب میں ان کے علاقوں میں تھا تو میں نے دیکھا کہ میرے وعظ و نصیحت کا درس وہ پابندی کے ساتھ سنتے تھے اور یہی معاملہ وہاں کے ہر شہر کا تھا۔

یہ جماعت بحمد للہ! سلف صالحین کے عقیدہ کی پابند اور شرک و بدعات اور

گمراہیوں کے مقابلہ میں امتیازی شان رکھتی ہے۔ یہ تو شمالی افریقہ کی بات ہے۔

یقیناً تبلیغی جماعت کی دعوت کے اثرات وہاں بھی بہت قابل تعریف ہیں کیونکہ وہاں حکام میں اسلام پھیلا، مساجد تعمیر ہوئیں، نمازیں قائم ہوئیں، اسلامی لباس، وضع قطع، ڈاڑھی، پگڑی، لمبا کرتا اور قمیص آ گئیں اور دعوت اسلام ظہور پذیر ہوئی اور ہزاروں نصاریٰ اسلام میں داخل ہوئے۔ یہ وہ امور ہیں عام طور سے طاقت کے زور پر علاقہ کو فتح کیئے بغیرہ حاصل نہیں ہوتے۔ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جس کا انکار کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے یا پھر شخصی یا جماعتی اغراض کا مارا جانا بوجھ کر جاہل بننے والا۔ سالہا سال گزر چکے ہیں کہ یورپ میں مسلمان اپنا اسلام ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ امریکہ میں تو اور بھی مشکل تھا وہاں کے اکثر مسلمان شراب کے رسیا اور بے نمازی ہیں، زبان، وضع قطع اور اخلاق و اطوار میں انگریز ہیں۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ تبلیغی جماعت کو لے آیا جو کہ عقیدہ، عبادت اور روش کے لحاظ سے اسلام کی ہدایت پر عمل پیرا ہے اور یہ سب کچھ خاموشی، نرمی اور سہولت کے ساتھ ہوا ہے اور اب امریکہ اور یورپ میں اسلام ایسی صورت میں پایا جاتا ہے جس کا وہاں موجود ہونا تو درکنار نظر آنا بھی اسلحہ کے استعمال کیے بغیر ناممکن تھا۔

براعظم ہند میں:

براعظم ہند میں تبلیغی جماعت کے اثرات دوسرے ممالک سے کم نہیں ہیں۔ وہاں کے مسلمان بھی دین اسلام سے اجنبی ہونے اور دینی تعلیم سے دور ہونے، خرافات اور قسم قسم کی شرکیات و بدعات کی گمراہیوں میں مبتلا ہونے کے بعد دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ آپ کے مشاہدہ کے لئے سالانہ اجتماعات بھی کافی ہیں جو کہ لاکھوں افراد پر مشتمل ہوتے ہیں ان کا انتظام اور خوبصورت ترتیب عقلوں کو حیرت میں ڈال دیتی ہے یہاں سے جماعتیں عالم دنیا میں پھیل جاتی ہیں۔ اسلام کی خوشخبری سناتی ہیں اور حال وقال

دونوں سے دین اسلام کی طرف دعوت دیتی ہیں۔

مشرق وسطی میں:

تبلیغی جماعت کے اثرات مصر، اردن، شام، لبنان، اور شمالی یمن میں خلیج کی ہر حکومت میں نمایاں ہیں۔ کتنے ہی لوگ تھے جو دین سے منحرف ہو چکے تھے اب سیدھے ہو گئے ہیں اور کتنے غافل، بے پرواہ تھے جو ہوش میں آ گئے ہیں اور کتنے لوگ اللہ اور اس کے دین سے اعراض کرنے والے تھے اب وہ اللہ تعالی کے دین کی طرف واپس لوٹ آئے ہیں اور میرے خیال میں ایسی چیزیں ان ممالک کے مصلحین پر مخفی نہیں ہیں۔

یہ تبلیغی جماعت کی دعوت کے بعض مثبت اثرات ہیں۔ رہے منفی اثرات تو ان شاء اللہ ہم ان کو مخالفین کی زبانی نقل کریں گے اور یہ سلسلہ میں لوگوں کی خوشنودی اور ناراضگی کی پرواہ نہیں کریں گے۔ ہم حق کی بات کو واضح کریں گے۔ کیونکہ ہمارا مقصود اللہ تعالی کی رضا ہے۔ اے اللہ تو ہم سے راضی ہو جا اور ناراض نہ ہو بے شک تو بڑا حوصلے والا اور بڑا علم والا ہے۔

تبلیغی جماعت پر اعتراضات کے جوابات:

مخالفین کہتے ہیں کہ تبلیغی جماعت مسلمانوں کو مردہ بنانے والی ہے کیونکہ ان کے دلوں میں جذبہ جہاد کو مار دیتی ہے اور یہ اس طرح سے کہ یہ لوگ سیاست سے کنارہ کش رہتے ہیں اور جن ممالک میں آئین شریعت نافذ نہیں ہے وہاں نفاذ شریعت کا مطالبہ نہیں کرتے جب کہ سوائے سعودی عرب کے کسی اسلامی ملک میں عملاً قانون شریعت نافذ نہیں ہے۔

جواب:

حق بات کو واضح کرنے کے لیے ہم کہتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ تبلیغی جماعت زندہ کرنے والی ہے نہ کہ بقول مخالفین مردہ کرنے والی ہے۔ یقیناً جو شخص اندرون ملک یا

بیرون ملک نکل کر دین اسلام کی دعوت دیتا ہے وہ زندہ ہے مردہ نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب نفاذ شریعت کی غرض وغایت یہ ہے کہ اللہ تعالی وحدہ کی عبادت اس کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق کی جائے تو تبلیغی جماعت اپنی دینی دعوت کی بدولت اللہ اور اس کے رسول کے اور امر ونواہی کی اطاعت کر کے اللہ تعالی وحدہ کی عبادت کرتی ہے تو جو غرض نفاذ شریعت کے مطالبہ کی ہے وہ بحمد اللہ بغیر لڑائی کے کے حاصل ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان کے علاوہ جو دوسرے لوگ وہاں نفاذ شریعت کا مطالبہ کرر ہے اور ملکی سیاست میں بھی گھس چکے ہیں۔ کیا اس سے ان کا وہ اپنا مقصود ومطلوب حاصل ہو چکا ہے اگر چہ تھوڑا سا ہی؟ ہر گز نہیں۔

تو اب اعتراض کرنے والوں کا اعتراض ایک منفی پہلو ہے۔اور تبلیغی جماعت کی دعوت ایک مثبت اقدام ہے اور تمام عقلمندوں کے نزدیک منفی پہلو سے مثبت اقدام بہتر ہے اور اسی اجہ سے ہم اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ تبلیغی جماعت پر طعن وتشنیع سے باز رہیں تا کہ وہ لوگ ان لوگوں کی روش پر نہ چلیں جو اللہ تعالی کے راستے سے روکنے والے ہیں۔اور ظاہر ہے کہ کوئی ایسا نہیں بننا چاہتا۔

مخالفین اعتراض کرتے ہیں:

مخالفین جو بکثرت اعتراض کرتے ہیں وہ نمبر وار درج ذیل ہیں ساتھ ساتھ ہر اعتراض کے جواب میں حق بھی واضح کیا گیا ہے۔

ا۔ پہلا اعتراض:

کہ جو شخص تبلیغ والوں کے ساتھ نکلتا ہے تو اس کی زندگی کو بالکل الٹ کر تبدیل کر دیتے ہیں حتی کہ عقیدہ میں طریقہ میں اور اسلوب میں حتی کہ اس کی فکر میں بھی تبدیل آجاتی ہے۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

جی ہاں! یہ دعوت عجیب تاثیر کی حامل ہے اور جو شخص اس کام میں لگتا ہے اس کے اندر کامل تبدیلی آجاتی ہے جسا کہ آپ نے ذکر کیا۔

تو جماعت میں آنے والا شخص اگر پہلے گمراہ تھا تو ہدایت پا جاتا ہے۔ اگر ضعیف الایمان تھا تو اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور اگر اس کے اخلاق برے تھے تو اچھے اور فضیلت والے ہو جاتے ہیں اور اگر غافل تھا تو ذاکر بن جاتا ہے۔ یہ وہ تبدیلی ہے جو عموماً ہر اس شخص میں آتی ہے جو جماعت میں نکلتا ہے لیکن یہ تبدیلی کہ عقیدہ توحید سے شرک و بدعت کی طرف۔ اصلاح سے بگاڑ کی طرف۔ اللہ کی قسم یہ تبدیلی ہم نے نہ ان میں دیکھی ہے نہ سنی ہے۔

اور یہ بات ممکن نہیں کہ بعض افراد میں شاذ و نادر یہ چیزیں پائی جائیں۔ لیکن شاذ و نادر کا اعتبار نہیں۔ اس لیے اے حق کے داعیو! حق پر قائم رہو۔ اللہ کے بندوں کو دعوت حق سے پھیرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکنا کفر کے ہم پلہ ہے۔ العیاذ باللہ۔

دوسرا اعتراض:

تبلیغ والوں نے اسلام کے ارکان خمسہ اور ایمان کے چھ اجزا کی بجائے چھ صفات (چھ نمبر) وضع کیے ہیں۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

کہ اللہ تعالیٰ کی قسم یہ ایک سخت قسم کی شوخی اور برا گمان ہے۔ کیا ایک تربیتی اور اصلاحی کام کے سلسلہ میں ایک مواد ترتیب دینے اور اس کے مقتضی کے مطابق دعوت دینے کو یہی سمجھا جائے گا کہ دین اسلام کے ارکان اور قواعد کو ترک کر کے ان کے مقابلہ میں ایک

نئ چیز وضع کی گئ ہے؟ تو کیا ایک ایسی دعوت جو اللہ کے دین اور اس کی ملاقات پر ایمان رکھنے اور نماز قائم کرنے، زکوۃ دینے اور اخلاق فاضلہ اور قول وعمل میں صدق نیت پر قائم ہو۔اے اللہ کے بندو! کیا اس کو یہی کہا جائے گا کہ تبلیغ والوں نے ان صفات کو ارکان اسلام کے مقابلہ میں کیا ہے؟ اے اللہ! یقیناً یہ بہتان عظیم ہے۔ اور جو لوگ (یعنی تبلیغ والے) اپنے آپ کو سلف صالحین کی طرف منسوب کرتے ہیں کیا وہ ایسی بات پر راضی اور خوش ہو سکتے ہیں؟

تیسرا اعتراض:

کہ تبلیغ والے اہل عقیدہ اور دعوت سلفیہ کے ائمہ کے دشمن ہیں۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

کہ یہ دعویٰ دلیل کا محتاج ہے اور دلیل کہاں ہے؟ اور اس کے ساتھ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ علماء جامدین سے نہ کہ کتاب وسنت پڑھانے والوں سے اور مفاد پرستوں میں سے کوئی شخص ایسا پایا جائے جو سلفیوں کے ساتھ بغض و دشمنی رکھتا ہو اور شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ سے بغض رکھتا ہو اور ایسے لوگ اگرچہ کم ہی ہیں تو بعض اوقات تبلیغ والوں کے ساتھ نکلتے ہیں اور اس لئے بھی کہ دعوت کے مبادیات میں سے ہے کہ مناظرہ اور لایعنی امور میں نہ گھسا جائے اور کبھی کبھی اس مرض کا مریض جماعت میں پایا جاتا ہے اور کسی شخص کو اس کا علم نہیں ہوتا اور اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے حتیٰ کہ دعوت اس کی تہذیب کر دیتی ہے اور نفسانی میل کچیل سے پاک کر دیتی ہے۔ یہ بات ممکن ہے کہ ایسے کچھ لوگ جماعت کے ساتھ نکلتے ہوں لیکن پوری جماعت پر یہ الزام لگانا کہ یہ لوگ عقیدہ سلفیہ والوں اور ان کے ائمہ کے دشمن ہیں تو یہ واللہ بہتان عظیم ہے، ظلم اور باطل بات ہے۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کے ظلم سے

متصف ہو۔ اللہ کی قسم ہم نے جماعت تبلیغی کو پہچانا اور وہ مشرق و مغرب میں میرے دورس میں حاضر ہوئے ہم نے ان میں سے کسی ایک سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جس سے محسوس ہو کہ یہ لوگ توحید کے داعیوں اور اس کے اماموں کو ناپسند کرتے ہیں بلکہ کئی دفعہ ان لوگوں نے ہمارے پاس یہ شکایت کی ہے کہ ہمارے پاک و ہند کے بعض لوگ ہمیں وہابی کہتے ہیں یعنی محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ہمارے ہم عقیدہ بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہم کسی ایسے شخص سے قطعاً راضی نہیں ہیں اور نہ ہی اس کی غلطی پر خاموش رہ سکتے ہیں جو توحید کے داعیوں اور بزرگوں پر طعن و تشنیع کرے۔ مگر بے شک ہم خواہ مخواہ لوگوں پر ناکردہ گناہ کی الزام تراشی نہیں کرتے اور کوئی ایسی بات بھی ان کی طرف سے نقل نہیں کرتے جو انہوں نے نہیں کی۔ اس لئے کہ یہ ظلم ہے اور ظلم حرام ہے۔ اور ہماری بات کا یہ مطلب نہیں کہ مشروق و مغرب میں سلفیوں کا کوئی مخالف ہے ہی نہیں بلکہ سلفیوں کے مخالف، واللہ محبت اور تعاون کرنے والوں سے بہت زیادہ ہیں اور یقیناً ہم اپنی اس بات کے ذر فقط تبلیغی جماعت کی برات بیان کرتے ہیں اور علیم بذات الصدور صرف اللہ ہے۔

چوتھا اعتراض:

یہ کہ تبلیغ والے جہاد کا انکار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آج کل مسلمانوں کی وہی حالت ہے جو قبل الھجرۃ مکہ مکرمہ میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

اس بات میں کوئی عیب یا برائی یا کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس کی وجہ سے تبلیغی جماعت پر عیب لگایا جائے یا اس کو گالی دی جائے کیونکہ ہر صاحب علم صاحب اور صاحب بصیرت جو کہ مسلمانوں کے حالات اور جو کچھ ان کے ملکوں میں چل رہا ہے اور جو کہ

ان کی زندگیوں کو محیط ہیں سب سے باخبر ہے۔

تو جو لوگ جہاد کی دعوت دیتے ہیں اور جہاد سے بیٹھنے والوں کو تکلیف دیتے ہیں ہمیں بتائیں کہ انہوں نے کتنی جنگیں لڑیں اور کتنے شہروں کو آزاد کرایا اور ان میں اللہ کے احکام کو نافذ کیا حتی کہ یہ بات درست ہو جائے کہ تبلیغی جماعت جہاد سے بیٹھنے والی اور سستی کرنے والی ہے۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہے کہ تبلیغی جماعت جہاد افغانستان پر لوگوں کو تیار نہیں کرتی کیونکہ وہ دعوت کے کام میں مصروف ومشغول ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قلوب کی اصلاح اور تہذیب اخلاق جہاد سے مقدم ہیں تو یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس کی وجہ سے مشرق ومغرب میں جماعت کو بدنام کیا جائے۔

(نوٹ) مترجم عرض کرتا ہے کہ تبلیغی جماعت جہاد بمعنی قتال فی سبیل اللہ کی منکر نہیں ہے۔ البتہ اس کے وقت اور موقع محل میں اختلاف رائے ایک علیحدہ بات ہے۔

پانچواں اعتراض:

کہ تبلیغی جماعت صحیح طور پر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف نہیں کرتی۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

بے شک جماعت تبلیغی جس کا طریقہ کار پہلے گزر چکا ہے اس کے مبادیات میں سے ہے کہ کسی منکر کے مرتکب پر (صریحاً) انکار نہ کیا جائے اور اس کی دو وجوہات ہیں۔

اول:

یہ کہ ایسا معاشرہ جس پر جہل غالب ہو اور فسق وفجور مسلط ہو وہاں برائی پر روک ٹوک کوئی خاص نفع نہیں دیتی اور یہ حقیقیت ہے کہ جس کا کوئی صاحب بصیرت شخص جو کہ لوگوں کے حالات سے باخبر ہے، انکار نہیں کرسکتا۔

دوم:

یہ کہ ان لوگوں نے برائی پر زبانی انکار کی بجائے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ کسی منکر کے مرتکب کو گھر کے غلط ماحول سے نکالتے ہیں اور عقلمند مربیوں کے سامنے بٹھاتے ہیں جو اپنے حال اور پاکیزہ باتوں سے اس کا علاج کرتے ہیں تو وہ شخص خود بخود اس برائی کو ترک کردیتا ہے اور اس کو برا سمجھنے لگ جاتا ہے تو یہ برائی ترک کرانے کا ایک زیادہ مفید اور موثر طریقہ ہے۔

ایک اور چیز بھی ہے

وہ یہ کہ تبلیغی جماعت پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ نہی عن المنکر نہیں کرتے کیا وہ خود نہی عن المنکر کرتے ہیں؟ جواب معلوم ہے اور واقعہ بھی شاہد ہے۔ ہم اللہ تعالی سے اپنے لیے اور ان کے لیے اس بات پر استغفار کرتے ہیں کہ ہم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ترک کر چکے ہیں۔ جو شخص تبلیغی جماعت پر تو اعتراض کرتا ہے کہ وہ نہی عن المنکر نہیں کرتے حالانکہ وہ خود بھی نہی عن المنکر نہیں کرتا تو ایسے شخص کے حال پر یہ شعر صادق آتا ہے

لا تنہ عن خلق وتاتی مثلہ
عار علیک اذا فعلت عظیم

کسی ایسے کام سے مت روک جس کو تو خود کرتا ہے۔ اگر ایسا کرتا ہے تو یہ بہت بڑی شرم کی بات ہوگی۔

چھٹا اعتراض:

کہ تبلیغی جماعت مذہب حنفیہ کی بے جا طرفداری کرتی ہے۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

کیا یہ تبلیغی جماعت ہی کی خصوصیت ہے؟ ہرگز نہیں ۔ یہ ایک مشاہدہ ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ یقیناً شافعی مسلک شافعیہ کی طرفداری کرتا ہے۔ مالکی مسلک مالکیہ کی طرفداری کرتا ہے اور حنبلی مذہب حنابلہ کی طرفداری کرتا ہے۔لہذا صرف تبلیغی جماعت پر کیسے حنفی مسلک کی بے جا طرفداری کا الزام لگایا جاتا ہے جب کہ تمام مذاہب والے اپنے اپنے مزہب کی طرفداری کرتے ہیں۔

ایک اور بات:

تبلیغی جماعت میں کام کرنے والے تمام مسالک کے لوگ ہیں۔حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی سب شامل ہیں تو یہ اعتراض ان پر وارد نہیں ہوتا۔ان معترضین کو کیا ہوگیا کہ بات کو نہیں سمجھتے۔

ساتواں اعتراض:

کہ تبلیغی جماعت والے، توحید العبادۃ، کا انکار کرتے ہیں (توحید العبادۃ کا مطلب یہ ہے کہ خالص اللہ تعالی کی عبادت کرنا اور اس کی عبادۃ میں کسی قسم کا شرک نہ کرنا)

جواباً ہم کہتے ہیں:

درست بات یہ ہے کہ جماعت میں نکلنے والے بعض لوگ تو ایسے توحید العبادۃ کی خاص اصطلاح کو نہیں پہچانتے لیکن وہ اس کے خلاف بھی تو نہیں کرتے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ توحید العبادۃ کا انکان کرتے ہیں۔اور اس پر دلیل یہ ہے کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کی دعوت نہیں دیتے، نہ تو وہ غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں اور نہ غیر اللہ کے نام پر جانور

ذبح کرتے ہیں اور نہ گیر اللہ کی نذر نیاز دیتے ہیں اور نہ ہی غیر اللہ سے امید وخوف رکھتے ہیں جیسا کہ جاہل اور گمراہ لوگوں کا حال ہے۔

آٹھواں اعتراض:

کہ تبلیغی جماعت کے اثرات صرف گنہگار لوگوں پر نہیں ہیں بلکہ صحیح چلنے والوں پر بھی ہیں کہ یہ لوگ ان کو سلف کے طریقہ سے ہٹا کر تبلیغ کے اس جامد طریقہ کی طرف لاتے ہیں کو بدعات اور گمراہیوں پر قائم ہے۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

تمہارا یہ اعتراف کرنا کہ تبلیغی جماعت کی گنہگاروں پر یہ تاثیر ہے کہ وہ راہ ہدایت پر جاتے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی طرف واپس آجاتے ہیں یہ ایک بہترین اعتراف ہے اور فی الواقع ایسا ہی ہے۔ اور مبارک ہیں وہ لوگ جن کے ہاتھوں پر گنہگاروں کو اللہ تعالی کے دین کی ہدایت نصیب ہوئی۔ لیکن تمہارا یہ کہنا کہ صحیح چلنے والوں پر جماعت کا اثر ہوتا ہے۔

یہ دوسرا اعتراف ہے کہ یہ جماعت پر تاثیر ہونے میں اتنی کامیاب ہے کہ صحیح چلنے والوں پر ان کے اثرات ہیں کہ وہ لوگ اپنے نفوس کی ہدایت پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ دوسروں کی ہدایت کے لیے بھی وہ کام اور محنت شروع کر دیتے ہیں اور یہ تاثیر کیا ہی خوب ہے؟ اسی لئے تو جماعت میں علماء بھی پائے جاتے ہیں۔

نواں اعتراض:

تبلیغ والے مبتدع ہیں کیونکہ یہ جماعتوں کی شکل میں نکلتے ہیں اور نکلنے کے وقت تین دن، چالیس دن، چار ماہ کے ساتھ حد بندی کرتے ہیں۔

جواباً ہم کہتے ہیں:

یقیناً آپس کی اصلاح کے لئے ان لوگوں کا نکلنا ایسے ہے جیسے علم و ہدایت کے لئے نکلنا اور جیسے لوگوں کو اپنے رب کی دعوت دینے اور لوگوں کو دین و دنیا کے لئے مفید باتوں کی تعلیم کے لئے۔ یہ وہ سب خروج فی سبیل اللہ ہیں جبکہ نیت صحیح ہو اور اللہ تعالی کی خوشنودی مقصود ہو۔ اور مال و جاہ اور لہو ولعب اور تفریح کا ارادہ نہ ہو۔

اور لوگوں کو ہدایت، تعلیم، اصلاح نفوس اور ان کے تزکیہ ارواح کے لئے گھر سے نکلنے والے مبلغین پر اعتراض کرنا جہالت ہے یا تجاہل ہے حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک صبح یا ایک شام اللہ تعالی کے راستے میں لگانا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں صرف اس غرض کے لئے آیا کہ خیر (علم دین) سیکھے یا سیکھائے تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے'' اس کے علاوہ اور بھی صحیح اور حسن درجہ کی حدیثیں ہیں جن میں خروج فی سبیل اللہ کی ترغیب دی گئی ہے۔

خاص کر اس کی طرف دعوت دینے کی اس سب کے باوجود اے اللہ کے بندو! کیا پھر بھی یہ کہا جائے گا کہ تبلیغی جماعت کا نکلنا بدعت ہے اور اس سے زیادہ عجیب بات ان کا یہ کہنا ہے کہ جماعتوں کا نکلنا اس لئے بدعت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تھا اور ان کے ساتھ جماعت نہیں بھیجی تھی۔ یہ لوگ بھول گئے یا یہ جانتے نہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے قرآن کے قاریوں کی جماعت لوگوں کو تعلیم قرآن کے لئے بھیجی تھی جن کی تعداد ستر یا اس سے بھی زیادہ تھی اور یہ بھی بھول گئے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اکیلا نہیں بھیجا تھا بلکہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی ان کے ہمراہ تھے اور ان دونوں سے فرمایا تھا کہ تم لوگوں کو خوشخبری دینا متنفر نہ کرنا، نرمی کرنا سختی نہ کرنا، تم آپس میں اتفاق رکھنا، اختلاف نہ کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو بھی بھیجا اور ان کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بہت بڑی جماعت کو بھیجا دین کی دعوت، تعلیم اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لئے۔

اے اللہ کے بندو! ناراضگی کی کیا وجہ ہے؟ ایک بندہ اپنے رب کی طرف دعوت دیتا ہے اپنے لئے اور اپنے مدعوین بھائیوں کے لئے اللہ تعالی کی رضا حاصل کرتا ہے جب کہ ان کے نفوس سدھر رہے ہیں ان کے قلوب پاک ہو رہے ہیں اور ان کے اخلاق فاضلہ بن رہے ہیں اس کے ساتھ وہ اچھی باتیں اور نیک اعمال سرانجام دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا نو اعتراضات کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالی ہمیں محفوظ رکھے۔ ہم نے تبلیغی جماعت کے بارے میں ایسی کوئی بات نہیں کی جو اللہ کے راستے سے باز رکھنے کے مترادف ہو الحمد للہ۔ باقی غلطیوں سے تو وہی بچ سکتا ہے جس کو اللہ تعالی محفوظ رکھے۔

جو شخص حق کا طالب ہو اور اغراض فاسدہ اور غلط قسم کے خیالات نہ رکھتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ میں خود تو ایک دن بھی جماعت کے ساتھ نہیں نکلا اور نہ ہی ان لوگوں سے میرے کوئی خاص تعلقات ہیں تو اس کا سبب یہ نہیں ہے کہ جماعت میں غلطیاں پائی جاتی ہیں، اس لئے کہ تبلیغی جماعت کی غلطیاں نہ تو ان کے ساتھ کام کرنے میں مانع ہیں اور نہ ان کو وہ باتیں سکھانے میں حائل ہیں جو وہ نہیں جانتے۔ ان میں غلطیاں ہیں بھی تو بہت کم اور وہ جماعتی کام پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔

حضرات انبیاء علیہم السلام تو معصوم ہیں، ان کے علاوہ اور کون ہے جس سے کوئی غلطی سر زد نہیں ہوتی۔ ہمارے نکلنے میں جو چیز رکاوٹ ہے وہ صرف یہ ہے کہ جس طرح نکلنے والے حضرات سفر کے اخراجات اور تکالیف برداشت کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے لہذا ہم اسی پر

اکتفاء کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے خیر خواہی برتیں، ان کی دعوت میں کوئی بات غلط نظر آئے تو اس کی اصلاح کر دیں، ان پر بے جا تنقید اور اعتراض سے اپنی زبانوں کو روکے رکھیں تا کہ اللہ تعالی کے راستے سے موڑنے والے نہ بنیں۔ ہمارے کچھ بھائی وہ بھی ہیں جو تبلیغی لوگوں والا کام تو نہ کر سکے، الٹا انہوں نے ان پر اعتراض بازی شروع کر دی ان کے لئے ایسا کرنا زیبا نہیں ہے اللہ انہیں راہ راست پر لے آئے۔

وصلى الله على نبينا محمد واله وصحبه وسلم

ابوبکر جابر الجزائری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله الذى جعل كتابه العزيز و سنة نبيه الكريم صلى الله عليه وسلم ميزاناً يبين لنا صحيح القول والعمل وفساده واشهد ان لااله الا الله وحده لا شريک له فى ذاته ولا فى اسمائه وصفاته ولا فى ربوبيته وتصرفاته ولاشريک له فى الوهيته وعباداته وصلى الله عليه وسلم على خير خلقه المبعوث رحمة للعالمين وحجة للمومنين وحجة على الكافرين وعلى آله واصحابه الذين كانت اعمالهم واقوالهم تطبيقا لكتاب ربهم وسنة نبيهم صلى الله عليه وسلم ورضى الله عنهم وارضاهم اجمعين

امابعد! یقیناً تبلیغی جماعت پر اعتراض، نکتہ چینی اور قیل وقال بہت ہورہی ہے اور یہ اعتراض اور نکتہ چینی کرنے والے بہت لوگ ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جوامت کے حق میں خیرخواہ ہیں لیکن انہوں نے جماعت کے حق میں اصلاح اور انصاف کا طریقہ اختیار نہیں کیا ان کے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے راستے اور طریقے سے دور اور منحرف ہونے کا فیصلہ دے دیا اور جماعت کے ہر فرد پر بری تہمتیں لگائیں اور ان کی تمام نیکیوں اور اچھے کاموں کا انکار کیا اور بعض تو معترضین حد سے بڑھ گئے انہوں نے تبلیغ والوں کو دائرہ اسلام سے خارج فرقوں کی لڑی میں پرو دیا۔ یہ لوگ اپنے اس برے اسلوب کے ذر ایسی تخریب کرر ہے جس کو وہ تعمیر سمجھ رہے ہیں اور برائی کا ارتکاب کر کے سمجھ رہے ہیں کہ وہ نیکی کا کام کرر ہے ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے بلند بالا، مضبوط بنیاد والا، حسین وجمیل ترتیب والا، کامل نفع والا، اچھے فوائد والا ایک مکان دیکھا مگر اس میں تھوڑے سے عیب، خلل اور نقص ہیں جن کو معمولی ترمیم کی ضرورت ہے لیکن وہ شخص بجائے اصلاح

اور عیب ونقص کے دور کرنے کے اس مکان کو بنیاد سے اکھیڑنے کا ارادہ کرتا ہے اور اس میں رہنے والوں سے نکلنے اور مکان چھوڑنے کا مطالبہ کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ ارادہ بھی نہیں رکھتا کہ اس کو توڑ کر اس کی بجائے اس سے اچھا مکان بنایا جائے اور یہ فکر بھی نہیں کرتا کہ اس کے قریب اس سے اچھا اور عیب ونقص سے مبرا دوسرا مکان بنائے۔ اسی لئے میں نے یہ رسالہ تحریر کیا جس میں تبلیغی جماعت کے دعوت والے کام کی بعض خوبیوں کو بیان کیا گیا ہے اور جماعت کے بعض افراد میں پائی جانے والی خطاؤں اور برائیوں سے میں ان کو بری الذمہ نہیں ٹھہراتا اور بے شک میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ مل کر کام کریں اور اپنی اور دوسروں کی اصلاح کریں۔ جو لوگ ان کے عیوب بیان کرتے ہیں وہ بھی ان سے پاک نہیں کیونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ چھپے عیب تو اسی شخص کے ظاہر ہوتے ہیں جو عمل پر قائم ہوتا ہے اور دعوت کے کام میں مشغول ہوتا ہے جب کہ وہ شخص جو دروازے بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہا تو اس کے کام میں مشغول ہو گتا ہے جب کہ وہ شخص جو دروازے بند کر کے اپنے گھر میں بیٹھا رہا تو اس کے عیب اگر چہ کسی کو نظر نہ آئیں لیکن ختم تو نہ ہو جائیں گے، علاوہ ازیں جو خطائیں جماعت کی طرف منسوب کی جاتی ہے وہ کوئی ایسی نمایاں بھی نہیں ہیں گویا کہ وہ جماعت میں موجود ہی نہیں ہیں اور اگر فرض کر لیا جائے کہ وہ نمایاں ہیں تو ان کے ازالہ کے لئے کام کرنا اور ان سے تعاون کرنا بھی لازم ہے کیونکہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے اور مسلمانوں کی خیر خواہی فرض ہے اور میں نے اس رسالہ کا نام ”اصلاح و انصاف. لاھدم و لا اعتساف“ رکھا ہے اور میں اللہ تعالی سے اس کے فضل و کرم کی درخواست کرتا ہوں کہ اس کے نفع مند بنائے اور خالص اپنی ذات کے لئے بنائے اور یہ کہ مسلمانوں کے حالات کو درست بنائے اور حق، ہدایت اور دعوت الی سبیل اللہ پر ان کے قلوب کو جمع فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين وبعد.

مقالات کا ایک مجموعہ دیکھنے کا موقع ملا جس کا نام تھا "**حقائق عن جماعة التبليغ**" ان مقالات کے بعض مضامین پر بحث کرنے اور ان میں موجود غلطیوں کے بیان کرنے سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ قارئین کرام کو ایک بہت بڑی حقیقت کی طرف متوجہ کروں جس سے بہت سے لوگ غفلت برتتے ہیں۔ ہاں! تو سنیئے! کسی بھی خبر کی تحقیق اور جستجو کرنا ہے یہ شریعت کے بنیادی قواعد میں سے ہے اور کتاب وسنت میں حکم آیا ہے کہ خبر کی تحقیق کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **يايها الذين امنوا ان جاء كم فاسق بنبا فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا علىٰ مافعلتم نادمين.**

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر پہنچا دو پھر اپنے کیئے پر پچھتانا پڑے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **يا ايها الذين امنوا اذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا**

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو ہر کام کو تحقیق کر کے کیا کرو۔

صحیح مسلم میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **كفى بالمرء كذباً ان يحدث بكل ما سمع.**

ترجمہ: آدمی کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کہتا پھرے۔

اور یہ اس لئے کہ کچھ لوگ ہر سنی اور پڑھی ہوئی بات کو جلدی سے قبول کر لیتے ہیں اور تحقیق کرنے کی مشقت گوارا نہیں کرتے کہ یہ خبر صحیح ہے یا نہیں اور اس بنیادی قاعدہ پر عمل

کرنا بھول جاتے ہیں جس کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے چونکہ شیطان قسم کے جن وانس فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں اس لئے اس بنیادی اصول پر ترک عمل نے بہت سے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کو قبول کیا حتی کہ انہوں نے اپنی زندگی کی بنیاد غیر واقعی باتوں پر رکھی اور نتیجہ میں اولاد آدم کے درمیان مصائب، حادثات اور عداوتیں رونما ہوئیں۔ جب تک کہ یہ سادہ لوح لوگ اپنی اس روش پر قائم رہیں گے کہ جو بات سنیں اس کو قبول کر لیں۔ اور جو کچھ پڑھیں اسے تسلیم کر لیں اور اس کے تقاضے پر عمل کریں تو مفسدین کے بارے میں حسن ظن رکھتے رہیں گے اور مصلحین کے بارے میں بد ظن ہوتے رہیں گے۔

ہر سنی سنائی اور لکھی لکھائی بات کو بلا تحقیق قبول کرنے کا ہی اثر ہے کہ کتنے ہی خون بہائے گئے اور کتنے ہی بت پوجے گئے اور بہت سے لوگوں نے قبر والوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ تعالی کے علاوہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں اور تو ان میں بدعات وخرافات رائج ہوئیں اور عاجزی، محبت، تعظیم، خوف، دعاء، استعانت، نذر و نیاز وغیرہ بڑی بڑی عبادتیں غیر اللہ کے لئے ہونے لگیں حالانکہ عبادت کی کوئی قسم سوائے اللہ واحد قہار کے کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

ان ہی خیالات نے یہ مختصر کلمات لکھنے پر آمادہ کیا مبادا کوئی شخص "حقائق عن جماعة التبليغ" نامی مجموعہ رسائل کا مطالعہ کر کے دعوت دینے والوں کے متعلق سوئے ظن کا شکار ہو جائے۔ علاوہ ازیں میرے ایک دینی بھائی اور دوست نے مجھ سے مطالبہ بھی کیا کہ میں اس مجموعہ رسائل میں موجود خطاؤں پر تنبیہ لکھوں اگر اس بھائی کا احقاق حق اور ابطال باطل پر اصرار شدید نہ ہوتا تو میں شاید اس کام میں مشغول نہ ہوتا۔ اللہ تعالی اس کو میری طرف سے اور اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ "حقائق عن

جماعة التبليغ" کے مجموعہ رسائل میں یقیناً بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں اگر چہ ہم ان کے لکھنے والوں کے متعلق حسن ظن رکھتے ہیں کہ ان کا ارادہ اس میں خیر کا ہوگا اور ہمارا یہ حسن ظن امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ان فرمان کی مطابقت میں ہے کہ

لا تحمل اخاک علی الشر مادمت تجدله فی الخير محملا

یعنی جب تک آپ کسی مسلمان کی کسی بات کو خیر پر محمول کر سکتے ہیں تو اس کو شر پر محمول نہ کریں۔"

لیکن یہ ممکن ہے کہ آدمی حق کا ارادہ کرے اور خطا کر جائے اور اسی لئے تو جلیل القدر صحابی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **کم من مرید للخير لم يصبه** یعنی بہت سے لوگ ہیں جو خیر کا ارادہ کرتے ہیں لیکن اس کو پاتے نہیں ہیں۔

ان رسائل میں موجود ہر چھوٹی بڑی بات پر رد کرنے کا میرا ارادہ نہیں ہے کیونکہ اس طرح بات کے طویل ہو جانے کا خطرہ ہے، بلکہ ہم بعض اہم باتوں کا رد کرنے پر اکتفا کریں گے۔ اگر چہ یہ سب باتیں کسی سوچ بچار اور تحقیق کرنے والے شخص پر پوشیدہ نہیں ہیں ان رسائل میں موجود موٹی موٹی خطائیں یہ ہیں۔

1- بغیر تخصیص کے ساری جماعت پر غلط کام ہونے کا حکم لگایا گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حکم صحیح نہیں ہے یقیناً ہر منصف مزاج آدمی جس کو جماعت کی پوری پوری معرفت حاصل ہے وہ بالیقین جانتا ہے کہ جماعت کے بہت سے لوگ ان بدعات و خرافات سے سالم ہیں جن کی ان کو تہمت لگائی گئی ہے بلکہ ہر وہ شخص جو جماعت کے ساتھ چلا اور وہ خواہش نفسانی سے خالی تھا سے خالی تھا وہ ان میں کوئی ایک بات بھی ثابت نہیں کر سکتا جو بالاتفاق علماء امت شریعت کے خلاف ہو (اسی پر اجماع امت ہے) لیکن بعض جماعتوں کا ایسے ممالک سے آنا جو بدعات، شرک، جہالت اور گمراہ صوفیانہ طریقوں کے

ساتھ معروف ومشہور ہیں۔ پھر گمان کرنا کہ ان تمام یا بعض آنے والوں کی گمراہ مشائخ سے بیعت ہے تو یہ بات درحقیقت ظن پر مبنی ہے خبردار امر حق کے مقابلہ میں گمان ذرا بھی مفید نہیں ہے اور یہ بھی یقین نہیں ہے کہ جماعت کے ہر فرد کے ہاں بیعت ہے۔

2- دوسری خطا یہ ہے کہ ان مقالات کے لکھنے والوں نے جماعت کے ساتھ انصاف نہیں کی اور ان کی کسی خوبی کو ذکر نہیں کیا گویا کہ وہ ہر بھلائی سے خالی ہیں ان مقالات کو لکھنے والے ان منصف مزاج لوگوں کی راہ پر نہیں چلے جنہوں نے جماعت کے متعلق لکھا ہے اور ان کی خوبیوں اور خامیوں سب کو بیان کیا ہے بلکہ بعض لکھنے والے تو (اللہ تعالی ہمیں بھی اور انہیں بھی معاف کرے) اس حد تک بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے تبلیغ والوں پر بلا استثناء کھلم کھلا کفر کا فیصلہ دے دیا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ:

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن سعد لی العبدلی الغامدی نے مساجد میں، حرم مکی کے ذکر کے حلقوں میں اور ہر مجمع میں ان کے کفر کا اعلان کیا ہے اور یہ آج کی تاریخ سے پانچ سال پہلے کی بات ہے اور مدینہ منورہ میں ان سے جس کی بھی ملاقات ہوئی اس سے اس بات کو ذکر کیا۔''

سعودی عرب کے علماء اور طلبہ جو فراغت کے ایام میں ان کے ساتھ چلتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں یقیناً ان کا مقصد حق کی نصرت، توحید کو پھیلانا، شرک وبدعات اور گناہوں کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ تبلیغی جماعت والے دعوت والے کام کو حکمت اور مواعظہ حسنہ کے ساتھ چلاتی ہے اور وہ ہر ایسے کام سے دور رہتے ہیں جو لوگوں کے لیے دین اسلام سے نفرت کا باعث بنے اور جب کسی منکر پر انکار کو مؤخر کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ منکر سے خاموشی اختیار کرتے ہیں، بلکہ وہ اس کے لیے مناسب موقع کا انتظار کرتے ہیں۔ دعوت وتبلیغ والوں کا کام میں عمدہ اسلوب کہ لوگوں کو

گناہوں اور بدعات سے کھینچ کر اسلام اور توحید کی طرف لاتے ہیں اور دعوت والے کام میں شریک بنا لیتے ہیں بہت سے موافقین اور مخالفین کو معلوم ہے یہاں تک کہ آپ بہت سے ایسے لوگوں کو دیکھتے ہیں جو گناہوں میں مبتلا تھے جنہوں نے جرائم اور امن خراب کر کے حکومتوں کو پریشان کر رکھا تھا وہ بھی جب جماعت والوں کی صحبت میں بیٹھے اور ان کے ساتھ نیک صالح ماحول میں وقت گزارا تو وہ یکسر تبدیل ہو گئے اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دینے والے بن گئے اور حسب استطاعت دعوت کے راستہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی دینے والے بن گئے۔

مذکورہ بالا حالات کی بناء پر ان کے ساتھ چلنے والوں اور ان کی نصرت کرنے والوں کے بارے میں کس لئے برا گمان کیا جائے اور کس طرح ان پر تہمت لگائی جائے کہ وہ بدعات اور گمراہیوں کی امداد کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ چلنے والے علماء طلبہ کے حق میں یہ حسن ظن کیوں نہ رکھا جائے کہ وہ اپنی اور پوری امت کی اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں اور حق کی نصرت کرنا چاہتے ہیں۔ کیا شرعاً یا عقلاً ہمارے لئے یہ جائز ہے کہ ہم دین کی دعوت دینے والوں کی اس لئے توہین کریں کہ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ملکوں سے آئے ہیں جن میں بدعات و خرافات پائے جاتے ہیں؟ اور ہم ظاہر پر کیوں نہ چلیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے صحیح اثر میں آیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے اور اب وحی یقیناً بند ہو چکی ہے اور اب ہم تمہارے ظاہر اعمال پر گرفت کریں گے تو جو شخص خیر کو ظاہر کرے گا ہم اس کو امن دیں گے اور قریب کریں گے اور اس کے دلی بھیدوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ دل کی باتوں کا حساب اللہ تعالیٰ لے گا اور جو شخص برائی کو ظاہر کرے گا ہم اس کو امن نہ دیں گے اور اگر وہ کہے گا کہ میری نیت اچھی ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے'' (بخاری)

جس طرح کہ صحیح حدیث میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے قصہ میں آیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو اس کے **لا اله الا الله** پڑھنے کے باوجود قتل کر دیا (حضور اکرم ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ ہم ظاہر پر چلیں اور دلوں کی باتیں خدا کے سپرد کر دیں)

اور ان کے علاوہ بھی کئی صحیح حدیثیں ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ظاہری حال کو دیکھنا ہے اور اسی پر فیصلہ کرنا ہے اور اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ اپنے بھائی کے (قول و فعل) کو برائی پر محمول نہ کر جب تک تو اس کو بھلائی پر محمول کر سکتا ہے اور بے شک دعوت دینے والوں پر اعتراض کرنے والوں کے اکثر اعتراض مبنی بر ظن ہیں حالانکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

یا ایها الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم........ آلایة

ترجمہ: اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔

دوسری آیت میں ہے: **ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً**

یقیناً بے اصل خیالات امر حق میں ذرا بھی مفید نہیں ہوتے۔

بخاری مسلم وغیرہ مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ۔ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کی عیب جوئی اور خبریں معلوم نہ کرو......الحدیث

بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ لوگ قبروں کی نذر و نیاز مانتے ہیں اور شرکیہ و بدعیہ زیارات کے قائل ہیں تو ہم اس کو نہیں جانتے اور اگر ان میں سے کوئی چیز ثابت ہو جائے تو ہم اللہ تعالی کی طرف اس سے برات کا اعلان کرتے ہیں۔ اور جس شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز دیکھی ہے تو اس پر لازم ہے کہ فوراً نکیر کرے اور اس کے لئے خاموش رہنا جائز نہیں ہے۔

ایک غلطی ان مقالات میں یہ بھی واقع ہوئی ہے کہ ان کے لکھنے والوں نے جب کوئی ایک آدھ خطا کسی ایک فرد سے صادر ہوتی دیکھی تو اس کے ذر ساری جماعت کے متعلق فیصلہ صادر کر دیا حالانکہ یہ بات شریعت کے خلاف ہے کہ ایک جز سے صادر ہونے والی غلطی کی وجہ سے کل پر حکم لگا دیا جائے یعنی جب ان کے بعض اہل علم یا بعض افراد سے کوئی بدعت سرزد ہو تو ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ ہم سب پر عام حکم لگا دیں اور ہر آدمی کو معلوم ہونا چاہیے کہ یقیناً ہم جماعت کے تمام افراد کو عیبوں سے بری نہیں سمجھتے۔ جس طرح دوسرے انسانوں پر خلل اور نقص طاری ہوتے ہیں ان پر بھی طاری ہوتے ہیں جس طرح ہم یہ طاقت نہیں رکھتے کہ ان سب کو ہر قسم کی بدعات اور خرافات سے بری الذمہ ٹھہرائیں جو ہمارے سامنے نہیں آئیں۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ممکن ہے ان میں سے بعض کے ہاں بھی کوئی چیز ہو جس کو وہ مخفی طور پر کرتا ہو ہم ایسے امور کا نفی اور اثبات میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ ہم تمام (عیوب کو) جماعت کی طرف بغیر دلیل کے منسوب کر دیں ان رسائل میں جو عقائد فاسدہ اور بدعات ذکر کیے گئے ہیں اگر وہ جماعت کے بعض افراد میں پائے جاتے ہیں تو ہم اللہ تعالی کے حضور میں ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالی سے امید رکھتے ہیں کہ اصلاح کرنے والوں کی مدد فرمائے جو ان قابل اعتراض باتوں کو تبدیل کر دیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں ان اعتراض کرنے والے بھائیوں کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ کیا تبلیغی جماعت والے مسلمان نہیں ہیں؟ کیا حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان کی رو سے ان کی خیر خواہی واجب نہیں ہے۔ "الدین النصیحة "(الحدیث) کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ جو کچھ جماعت کے متعلق کہا گیا کہ ان میں بدعات اور

خرافات ہیں وہ صحیح ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ ان کو چھوڑ دیا جائے تا کہ اپنی گمراہی میں بھٹکتے رہیں؟ کیا علماء وطلبا پر یہ واجب نہیں کہ ان کو راہ راست پر لائیں اور ان کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والا بنائیں اور بدعات ترک کرائیں؟ اور جب بعض علماء وطلبہ ان کو صحیح عقائد کی تعلیم دینے کے لئے اور راہ راست پر لانے کے لئے کھڑے ہوں تو کیا یہ جائز ہے کہ ہم ان خیر خواہوں کے متعلق بدگمانی کریں اور کہیں کہ یہ ان کے ساتھ مل کر منحرف ہو گئے ہیں اور بدعات وگمراہیوں میں ان کی طرح ہو گئے ہیں؟ اعتراض کرنے والے بھائی کیا یہی گمان رکھتے ہیں کہ دعوت اس میں منحصر ہے کہ تبلیغ والوں کو سب وشتم کیا جائے اور ان پر کفر وزندقہ کی تہمتیں لگائی جائیں۔ کیا ان کا گمان ہے کہ محض اسی سے ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔

جماعت تبلیغی میں اہل سنت مسلمانوں کے تمام گروہ ملے جلے ہوئے ہیں باوجود یہ کہ ان کے درمیان مسلک، مما لک، رنگ اور زبانوں کا اختلاف موجود ہے عرب بھی ہیں، عجم بھی، تبلیغی جماعت میں سب جمع ہیں۔

جب ہمارے پاس ایسے ملکوں سے جو اس بات میں مشہور ہیں کہ ان کے اکثر باشندے ہمیں امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی وجہ سے کافر سمجھتے ہیں اور تعصب اور جہالت کی وجہ سے ہماری توحید کی باتوں کو سننا گوارا نہیں کرتے جب کوئی ایسی جماعت آتی ہے جو ہمارے لئے اپنے سینے کو کھول دیتی ہے اور ہمیں کہتی ہے کہ تم بہترین مسلمان ہو، توحید والے ہو اور تم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اولاد ہو اور دنیا میں دین اسلام اور توحید پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دو۔ اس کے ساتھ اپنے قصور علم کا اعتراف کرتے ہیں اور وہ خیر خواہی کی بات قبول کرنے کے لئے تیار ہیں تو ایسے لوگوں کے متعلق ہم پر کیا واجب ہے؟ اور ان کی ان باتوں کو ہم ان کو کیا جواب دیں؟ کیا ہم ان کو یہ کہیں کہ تم کافر مشرک ہو چلے جاؤ۔ ہم

تمہارے ساتھ نہیں چلتے اور تمہاری نصرت نہیں کرتے کیونکہ تمہارے ملکوں میں شرک، بدعات اور بت پرستی ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ ہمارے ملکوں میں چلو اور جو چیزیں ہم نہیں جانتے ہمیں سکھاؤ اور ہماری جو چیز شریعت کے مطابق ہے اس کو اپناؤ۔

تبلیغ والوں کا ایک طریقہ کار ہے اور کتاب وسنت سے ثابت شدہ اصول ہیں جن پر وہ چلتے ہیں اور یہ اصول توحید، عبادات صحیحہ اور دعوت الی اللہ وغیرہ جیسی ضروریات دین پر مشتمل ہیں۔ ایسی باتوں کو جن میں علماء سوء اور وقت کے حکمرانوں کی توہین ہو انہوں نے اس لئے چھوڑ رکھی ہیں تاکہ جماعت میں نفرت اور تفرقہ نہ پڑے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ برائی کو برائی نہیں سمجھتے البتہ وہ سمجھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ دینے اور منکر کے ازالہ میں نرمی برتنے سے اللہ تعالی کی تو   سے دعوت کی بات عملاً جلد قبول کر لی جاتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالی نرمی کرنے والا ہے نرمی کو پسند کرتا ہے نرمی پر وہ چیز عطا کرتا ہے جو سختی پر عطا نہیں کرتا اور جو نرمی کے علاوہ اور کسی چیز پر عطا نہیں کرتا اسی معنی و مطلب کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔

دعوت وتبلیغ کے ان کے تربیتی اسلوب میں سے ایک یہ ہے کہ وہ لوگوں سے دعوت کے ذر   مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے حالات کے مطابق کچھ وقت نکال کر ان کے ساتھ چلیں تاکہ دعوت کے کام میں نئے نئے آنے والے حضرات کے لئے صالح ماحول میں ان کے ساتھ وقت گزارنا آسان ہو جائے اور تاکہ وہ دین کی باتوں سے متاثر ہوں اور اس فرصت کے زمانہ میں اعمال صالحہ انجام دے سکیں حتی کہ جن بری عادات میں وہ مبتلا تھے ان کو چھوڑنا آسان ہو جائے۔ غرض وہ اس نکلنے کو اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لئے وسیلہ اور ذر   سمجھتے ہیں اس کو مقصود بالذات نہیں سمجھتے   اس طریقہ اور ترتیب کی بدولت آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے ساتھ نکلنے والے بہت سے لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہوگئی ہیں اور

بالآخر وہ لوگ جو دین سے دور ہو چکے تھے دین کے داعی بن جاتے ہیں۔

دعوت وتبلیغ والوں پر اعتراض کرنے والے بھائیوں کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ تصور لیے ہوئے ہیں کہ دعوت میں صحیح طریقہ وہ ہے جو سختی اور تشدد پر قائم ہو اور جن کو دین کی دعوت دی گئی ان کے معاملہ میں نرمی اور شفقت نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ نرمی اور سہولت کرنے کو حکمت کے خلاف اور مداہنت شمار کرتے ہیں اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تمام داعیاں حق اس شدت والے طریقہ میں ان کے ساتھ اتفاق کریں اور جو ایسا نہ کریں ان پر مداہنت کی تہمت لگائی جاتی ہے اور الزام دیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ''منکر'' کے ازالہ میں سستی برتتے ہیں۔

کاش کہ یہ لوگ اپنے دعوت دینے والے بھائیوں کو جنہوں نے دعوت میں نرمی، سہولت اور شفقت والے طریقہ کو اختیار کیا ہے دلیل اور حق پر سمجھتے اس لئے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو ارشاد فرمایا جبکہ ان کو فرعون کی طرف بھیجا گیا: **فقولا له قولاً ليناً لعله يذكر او يخشىٰ**

یعنی ''پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کر لے یا وہ ڈر جائے۔''

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

ادع الى سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتى هى احسن

یعنی آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعے سے بلایئے اور ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے بحث کیجئے۔ **فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظاً غليظ القلب لا تفضوا من حولک**

یعنی خدا ہی کی رحمت کے سبب آپ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تندخو سخت طبیعت ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے سب منتشر ہو جاتے۔

حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

’’نرمی جس چیز میں آتی ہے اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اس کو عیب دار کر دیتی ہے۔‘‘ (مسلم)

کاش کہ یہ لوگ دعوت دینے والے اپنے بھائیوں کے متعلق حسن ظن رکھتے اس لئے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد کے مطابق اس کام کو ایک خاص طریقہ پر قائم کر رکھا ہے۔ اور من جملہ ان خطاؤں کے جن پر یہ رسائل دلالت کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ اس محنت کرنے والی جماعت کی اصلاح سے مایوسی ہے اس لئے کہ جو عیوب ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں وہ ثابت ہیں اور جو لوگ دعوت والے کام میں ان کی نصرت کر رہے ہیں وہ مداہن ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ بیشک تبلیغ والے اس حق کی نصرت وتائید کا ارادہ کرتے ہیں جو ان کے ساتھ ہے اور باطل کو مٹانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ساتھ چلنے والوں کے دلوں میں صحیح عقیدہ کو پختہ کریں اور اس سے انحراف سے روکیں۔

تبلیغی جماعت کے متعلق ہمارے علماء کے موقف مختلف ہیں:

ان میں سے بعض حق کی نصرت کرنا، سنت کو پھیلانا اور مسلمانوں کے حالات کی اصلاح کے لئے کوشش کرنا، واضح طریقہ سے صحیح اور غلط عقائد میں تمیز کرانا ان سب باتوں کو جائز اور صحیح سمجھتے ہیں اور اگر جماعت والوں سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو کتاب وسنت کے منافی ہو تو اس پر روک ٹوک کی جائے۔ اور یہ کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں کو اللہ کے سپرد کر دیں اس لئے کہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم ان پر کوئی حکم لگائیں سوائے ان کی ان باتوں پر جو ہمارے سامنے ظاہر ہوں۔

اس کام کی تائید ہمارے شیخ محمد ابراہیم آل شیخ نے اور ہمارے شیخ عبدالعزیز بن

عبداللہ بن باز وفقہ اللہ وغیرہ علماء نے بھی کی ہے جن کو اس جماعت اور اس کے علاوہ تمام مسلمانوں کے حالات سے گہری دلچسپی ہے۔

جو شخص بھی تبلیغی جماعت کے حالات میں سوچ بچار کرے گا وہ یہ بات جان لے گا کہ یہ لوگ اپنی دعوت کے ذریعے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے صرف خیر اور نصیحت کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی اس محنت میں اصلاح کے سوا اور کسی چیز کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور یہ خطا سے معصوم بھی نہیں ہیں ان کو اطمینان ہے کہ وہ حق پر ہیں اور وہ لوگوں کو کتاب سنت پر عمل کرنے کی اور سلف صالحین کی راہ پر چلنے کی دعوت دیتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو جب کہ وہ یہ کہہ کر اعلان کرتے ہیں کہ ”اے لوگو ہماری دنیا و آخرت کی نجات اور کامیابی اللہ تعالی کے حکموں کو حضور اکرم ﷺ کے طریقوں کے مطابق بجالانے میں ہے. یقیناً میں اور میرے علاوہ دوسرے لوگ جانتے ہیں کہ بہت سے لوگ ہدایت کے راستے سے منحرف اور علم واصلاح کے دائرہ سے دور ہو چکے تھے بلکہ الحاد کی ہلاکت میں داخل ہو چکے تھے تو جب ان جماعتوں کی دعوت وتبلیغ سے متاثر ہوئے اور کچھ مدت ان کیس اتھ رہے ان کی زندگی کا نظام تبدیل ہوگیا تو ہم نے ان میں سے بہت لوگوں کو دیکھا جو دینی مدارس اور اسلامی جماعت میں داخل ہوئے اور علماء کے شاگرد بنے اور دعوت کی وہ کتابیں پڑھیں جو کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں نے شائع کیں۔

جی ہاں ان کے ساتھ نکلنے والے بہت سے لوگ متاثر ہوئے ہیں تو جب واپس آتے ہیں تو حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں سے مستفید اور متاثر ہوتے ہیں اور بہت تھوڑے لوگ بغیر فائدہ کے بھی واپس لوٹتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ جب ان کے ساتھ چلتے ہیں درحقیقت اپنے گمان کے مطابق برائیوں کو دیکھنے کی نیت سے نکلتے ہیں اور ان کے اعمال صالحہ کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ بے شک میں جتنا عرصہ جماعت

کے ساتھ نکلا ہوں کوئی ایسی بات نہیں کہی جو لا الہ الا اللہ کے مفہوم کے خلاف ہو۔سعودی عرب کے شہروں کے جو طالب علم ان کے ساتھ نکلتے ہیں میں ان میں سے کسی ایک کو نہیں جانتا جس نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو شیخ امام رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدہ کے خلاف ہو اور وہ، وہ ہے جو کتاب وسنت کے موافق ہوتا ہے بلکہ ہماری ساری بات بحمد اللہ کلمہ توحید کے متعلق چلتی تھی کہ خالص عبادت اللہ وحدہ کے لیے ہونی چاہیے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار کیا جائے کہ رب صرف ایک ہے۔اس لیے کہ سب کو معلوم ہے مشرکین عرب اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالی اپنے کام میں اکیلا ہے اور یہی توحید ربوبیت ہے یعنی رب ایک ہے اور یقیناً توحید کی اس قسم نے ان کو اسلام میں داخل نہیں کیا اس لیے کہ انہوں نے توحید الوہیت کا انکار کیا یعنی بندوں کی جتنی عبادتیں ہیں وہ سب صرف اللہ کے لیے نہیں کرتے تھے بلکہ اس میں غیر اللہ کو بھی شریک کرتے تھے مثلاً سجدہ، نیاز اور پکار وغیرہ عبادات غیر اللہ کے لیے بھی کرتے تھے لہذا وہ توحید ربوبیت کے اقرار کے ساتھ توحید الوہیت کے قائل نہ تھے جس کی وجہ سے وہ مسلمان نہ ٹھرے۔یہ اور ان کے علاوہ دوسری چیزیں ہیں جس پر ہمارے وہ علما وطلبا بھائی تنبیہ کرتے ہیں جو ان کے ساتھ چلتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں اور بعض رسائل لکھنے والوں نے اشارہ کیا ہے کہ تبلیغ والے توحید ربوبیت بیان کرتے ہیں اور توحید الوہیت بیان نہیں کرتے۔

میں کہتا ہوں جی ہاں! تبلیغ والے کبھی کبھی توحید کی دونوں اقسام بیان نہیں کرتے کہ توحید ربوبیت یہ ہے اور توحید الوہیت یہ ہے لیکن وہ لوگ توحید کی ان دونوں قسموں کے مقصد ومطلب کو پورا پورا ادا کرتے ہیں کیونکہ یہ بات ان کے اصولوں میں شامل ہے کہ تمام باتوں اور تمام کاموں پر نیت خالص اللہ تعالی کے لیے ہونی چاہیے اور یہ درحقیقت توحید الوہیت ہے کہ بندوں کے سب کام صرف اور صرف اللہ تعالی کی ذات کے لیے ہوں۔اور

آپ جب ان کے ساتھ دعوت دین کے لیے نکلیں گے تو ان کو دیکھیں گے کہ ان کی دعائیں اور ان کے اعمال توحید الوہیت سے ذرا بھی باہر نہیں ہیں۔ اس لیے یہ اس بات کے شدید حریص ہیں کہ ان کے اعمال واقوال حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال واقوال کے مطابق ہوں ان کے خلاف بالکل نہ ہوں۔

یوتی الحکمة من یشاء

''اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے حکمت یعنی دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے''

جو شخص دین کے ان داعیوں کے ساتھ وقت گزارتا ہے اور ان کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے اور ان کے دعوت والے طریقہ کار کو پہچانتا ہے، بشرطیکہ خواہشات نفسانیہ اور مؤثرات خارجیہ سے خالی ہو اور اس کا مقصد اس کے ذر حق کو طلب کرنا ہو اور وہ بہت سی عجیب چیزیں دیکھتا ہے مثلاً یہ کہ اپنے ایمان کو کس طرح مضبوط کیا جاتا ہے اور لوگ کس تیزی سے ان کی بات کو قبول کر لیتے ہیں تو اس کے دل میں ذرا بھی کھٹکا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دعوت الی اللہ میں حکمت عطا فرمائی ہے۔

حصول حکمت کے اہم اسباب میں سے ہے تمام مشاغل سے علیحدگی اختیار کرنا اور خروج کے لئے یہ نیت کرنا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کا گھر حاصل کیا جائے اور اپنی اور تمام امت کی اصلاح کے لئے حسب استطاعت تھوڑا بہت وقت فارغ کیا جائے ساتھ ساتھ اپنی وسعت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے اور گڑ گڑا کر یہ درخواست کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور پوری امت کو ہدایت نصیب فرمائے۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ دعوت الی اللہ کے راستے میں چلنے والا اپنے اہل وعیال کو ضائع کرتا ہے اولاد کو بے کار چھوڑتا ہے یا ماں باپ کی مخالفت کرتا ہے یا اپنی معاش کو چھوڑ دیتا ہے یا اسباب معیشت کو ترک کر دیتا ہے بلکہ وہ اپنے حالات کی ترتیب بناتا ہے اور اپنے

کاموں کو منظّم کرتا ہے جس طرح کہ کاروباری نمائندہ کرتا ہے اور تجارت یا علاج معالجہ کی خاطر سفر کرنے والا پروگرام ترتیب دیتا ہے۔

جو شخص اس دعوت والے کام کی حقیقت سے ناواقف ہے (اور ایسے بہت ہیں) حتی کہ بعض دیندار بھی اس کام کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور اس کو دین میں بدعت سمجھتے ہیں یا اس کو بیکار جانتے ہیں یا ذمہ داری کا ضیاع سمجھتے ہیں

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ کام نہ بدعت ہے نہ ضیاع۔ درحقیقت یہ ایک پر مصلحت لازمی کام ہے جو تمام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ اس کام کے لئے نکلنے میں صرف ایک عیب ہے وہ یہ کہ یہ کام نفس پر بہت گراں گذرتا ہے کیونکہ اس کام میں مشقتوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے، آرام کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ لذات کو ترک کرنا پڑتا ہے، اہل وعیال اور تمام پیاری چیزوں سے جدا ہونا پڑتا ہے، مال، وقت، محنت اور فکر کی قربانی کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے۔

اس کام سے مقصود صرف یہی ہے کہ اللہ کے راستے میں نکلنے والا اپنے نفس، شیطان اور دنیا سے جہاد کرے حتی کہ دین اور آخرت اس کے نزدیک خواہشات نفسانیہ سے زیادہ اہم ہو جائیں اور اللہ تعالی کی رضا نفس اور اس کے علاوہ دوسری چیزوں سے مقدم ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ دین کی دعوت دینے کے لئے طائف یف لے گئے اور وہاں دعوت دین کی وجہ سے آپ ﷺ کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی

اسی طرح آپ ﷺ نے قرآن کے ستر قاری عرب کے بعض قبائل کی طرف دین کی تعلیم اور فقہ پڑھانے کے لئے بھیجے۔ انہوں نے دھوکہ سے ان کو شہید کر دیا۔ اس بارے میں اصل قانون تو اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے: **فلولا نفر من كل فرقة طائفة منهم ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون.**

ترجمہ: ''سوایسا کیوں نہ ہوا کہ ہر بڑی جماعت میں سے ایک چھوٹی جماعت جایا کرے تاکہ باقی ماندہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ لوگ اپنے لوگوں کو جب کہ وہ ان کے پاس آئیں ڈرادیں تاکہ وہ احتیاط رکھیں۔''

دعوت و تبلیغ والا کام جہاد ہے۔

امام شمس الدین ابن قیم رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ بے شک جہاد بہت سے امور کو شامل ہے لیکن سب سے اہم اور سب سے بڑے چار امور یہ ہیں۔ نفس سے جہاد، خواہش سے جہاد، شیطان سے جہاد اور دنیا سے جہاد اور جب ایک مسلمان ان چیزوں پر قابو پالیتا ہے تو خارجی دشمن پر بھی قابو پالیتا ہے اور جب یہ چیزیں آدمی پر غالب آجاتی ہیں تو خارجی دشمن بھی آدمی پر غالب آجاتا ہے۔

اب اس حقیقت ثابتہ کا اعتراف کرنا باقی ہے کہ ہمارے علاقہ (سعودی عرب) میں بسنے والے لوگ اگرچہ بحمداللہ ان کا عقیدہ اس انحراف سے محفوظ ہے جس میں بدعتی مبتلا ہیں اور انبیاء اولیاء اور صالحین وغیرہ امواب اور اہل قبور سے امداد مانگنے سے بھی محفوظ ہیں اور اسی طرح بدعات وخرافات سے بھی محفوظ ہیں۔

لیکن اس کے باوجود افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے دین پر دنیا کو ترجیح دے رکھی ہے، علم کے باوجود اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، ان کو اللہ تعالی کے دین کے دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھنے میں کوئی پرواہ نہیں حتی کہ ایمان کا سب سے مضبوط دستہ جو کہ اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھتا ہے وہ ان کے دل میں کمزور ہو گیا ہے اور ہم میں سے بہت سے لوگوں نے صحیح طریقہ پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بھی چھوڑ رکھا ہے۔ ہمارے بہت سے لوگوں کے دلوں میں عبادت کی بنیادیں مثلاً اللہ تعالی کے لئے کمال درجہ کی محبت اور اللہ تعالی کے لئے کمال درجہ

کی عاجزی کمزور ہوگئی، یہ تلخ حقیقت ہمارے ہاں موجود ہے اور اس میں کچھ شک نہیں ہے یہ کمزوریاں اس سے بھی زیادہ دیگر اسلامی ممالک میں موجود ہیں بلکہ ان میں تو ان کے علاوہ شرک، بدعات اور دیگر خرافات بھی موجود ہیں۔ **و تعاونوا علی البر والتقویٰ** نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔''

بے شک نقص وعیب (کمزوریاں) بشریت کے لوازمات سے ہیں لہذا ہر آدمی میں حسنات بھی ہوتے ہیں اوسیات بھی۔ جب اس ملک اور دوسرے ملکوں کے داعیوں کے درمیان باہمی تعاون حاصل ہوگا تو خیر کثیر اور نفع عام کا نتیجہ نکلے گا کیونکہ ہر ایک داعی میں کچھ خامیاں اور کچھ خوبیاں ہوتی ہیں تو جب ہم دعوت الی اللہ اور خیر کے میدانوں میں ایک دوسرے سے ملیں گے اور ایک دوسرے سے خیر خواہی اور ایک دوسرے سے تعاون ہوگا تو عیب ختم ہو جائیں گے یا کم اور خفیف ہو جائیں گے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ بہت سے حق سے منحرف لوگ جو اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں اور دوسروں کو باطل پر سمجھتے ہیں جب اہل حق سے میل جول کرتے ہیں تو ان پر ان کی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جماعت کا طریقہ جس پر جماعت کے لوگ چلتے ہیں مختصراً بیان کر کے اپنی بات کو ختم کروں۔ ان کی تو دعوت کا دارومدار چھ باتوں پر ہے۔

1- ایمان اور کلمہ شہادة کی حقیقت

2- نماز میں خشوع وخضوع

3- علم وذکر

4- اکرام مسلم

5- تصحیح نیت

6- دعوت وتبلیغ

ان باتوں کو صرف زبان سے یاد کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ باتیں دل، زبان اور اعضاء میں پختہ صفات بن جائیں اور ان کو حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ فارغ ہو کر دعوت الی اللہ کے راستہ میں تھوڑا بہت وقت لے کر نکلا جائے تا کہ یہ صفات پختہ ہو جائیں اور خصوصی اور عمومی زندگی میں ان کا اثر ظاہر ہو۔

تو جب کسی شخص کے اندر ان صفات کی حقیقت آ جائے گی تو لازماً اس کے اندر حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین والی صفات آئیں گی۔

ان باتوں کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ ان کی ضرورت ہر وقت پڑتی رہتی ہے جیسا کہ فکر کرنے والے پر پوشیدہ نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اس جماعت کی ان تمام خوبیوں کو نہیں پا سکتا جن پر یہ چلتے ہیں

جب تک ایک طویل مدت تک افادہ اور استفادہ کے ارادہ کے ساتھ ان کے ساتھ نہ رہے اور ساتھ ساتھ خواہش نفس سے بھی خالی ہوتا کہ ان تمام ظاہری اور باطنی حالات پر مکمل اطلاع ہو اور دیکھے کہ اللہ تعالی کے راستے میں نکلنے والے کس طرح ان چار کاموں میں اپنا دن رات گزارتے ہیں۔

1- دعوت الی اللہ میں

2- تعلیم و تعلم میں

3- عبادات میں

4- خدمت میں

کسی شخص کی طاقت میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ جماعت کے اعمال کی حقیقت پر اور طریق کار پر جو کہ جماعت والے مشورہ کے ذر ترتیب دیتے ہیں اور اصول و آداب پر جو کہ کتاب وسنت سے مستفاد ہیں اور جن پر جماعت والے عمل پیرا ہوتے ہیں پوری پوری

واقفیت حاصل کر لے مگر جب تک کہ کافی وقت جماعت والوں کے ساتھ مصا ۔ ت و معاشرت نہ کرے یہاں تک کہ اس کو جماعت کے کام پر بصیرت حاصل ہو جائے ،لیکن اگر کوئی شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ لوگوں سے سنی سنائی باتوں پر فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ ناقص ہو گا۔کیوں؟اس لئے کہ اس نے حجت تامہ اور تصور صحیح کے بغیر فیصلہ دیا ہے اس کے علاوہ جماعت کے تمام اعمال لوگوں کی نظروں کے سامنے واضح ،ظاہر اور کھلم کھلا ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔

فسری کاعلانی وتلک خلیقتی
وظلمة لیلی مثل ضوء نهاری

تو میرا باطن میرے ظاہر کی طرح ہے اور یہی میری عادت ہے اور میری رات کا اندھیرا میرے دن کی طرح ہے۔

طبقاتی ،مسلکی اور ثقافتی اختلافات کے باوجود تبلیغ والے ہمیشہ تمام مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دعوت والے کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں اور یہ کہ ان کی غلطیوں کی اصلاح کریں (سچی اور حق بات مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اس کو پائے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے)

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہماری ہدایت کی باتیں ہمارے دل میں ڈالے اور نفس کے شرور سے بچائے اور ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھائے اور اس کے اتباع کی تو بخشے اور ہمیں باطل کو باطل کی شکل میں دکھائے اور اس سے بچنے کی تو عطا فرمائے اور اس کو ہمارے اوپر ملتبس نہ کرے ورنہ ہم گمراہ ہو جائیں گے اور یہ کہ اپنے دین کی نصرت فرمائے اور اپنے کلمے کو بلند کرے اور ہم سب کو اپنے دین کی مدد کرنے والا بنائے۔

وصلى الله عليه وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه اجمعين واتباعه الى يوم الدين . آمين .

مکتوب مرقوم 1357ھ

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی اور حضرت مولانا محمد احتشام الحسن رحمۃ اللہ علیہما

بخدمت جلالۃ الملک عبد العزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم○الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد المبعوث رحمۃ وھدایۃ ونوراً لمن اقتدایٰ وعلی آلہ واصحابہ نجوم الھدیٰ وبدور التقیٰ. وبعدہ.

بخدمت گرامی محافظ الحرمین الشریفین صاحب الجلالۃ مولانا ملک عبد العزیز الاول ایدہ اللہ بنصرہ پاکیزہ بابرکت تسلیمات ایسے قلوب کی طرف سے جو آپ جیسی محبوب شخصیت کے حق میں اخلاص، پسندیدگی اور تعظیم سے بھری ہوئی ہیں، جو کو اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر (بیت اللہ) کی خدمت کے لئے چن لیا اور اسکے عالی ہاتھوں میں اپنے بندوں کی ولایت (حکومت) دی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑا احسان ہے ہم اس کی حمد اور شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ جیسے عظیم انسان کو شان اسلام بلند کرنے کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرنے کی اور شرک و کفر کے جراثیم سے پاک و صاف صحیح عقائد کے پھیلانے کی تو عطا فرمائی۔ یقیناً یہ جہاد اکبر ہے جس کو آپ نے قائم کیا اور حسب استطاعت اس کو ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور وہ بہترین امداد کرنے والا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ سلف صالحین (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے مٹے ہوئے نشان راہ کو زندہ کرنے میں آپ کی عظیم شخصیت کا بہت بڑا ہاتھ ہے ہم آپ کی خدمت عالی میں پیش ہونے کا شرف حاصل کر رہے ہیں تاکہ آپ کی خدمت عالی میں بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ اپنی جماعت کی کارکردگی کو پیش کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے بلاد ہند میں عوام الناس کو راہ راست پر لانے کی تو بخشی ہے اور یہ اللہ

تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے صرف اور صرف اپنی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہمیں ایک اونچے اصلاحی مقصد اور دین کے ایک اہم کام کو انجام دینے کی تو عطا فرمائی ہے اس پر ہم اس کی حمد اور شکر ادا کرتے ہیں اور مزید تو اور حسن اخلاص کا سوال کرتے ہیں۔ ہماری جماعت اور افراد کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

اول:

کلمہ توحید کو بلند کرنا اور اس عالی کلمہ میں جو راز امانت رکھے ہوئے ہیں ان میں تدبر کرنا تاکہ تمام اعمال واحوال میں اس کے اثرات ظاہر ہوں۔ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے یہ کلمہ حق ہے جس سے دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے اور ایسا کیوں نہ ہو (**الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**) خبردار اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون نصیب ہوتا ہے۔ افضل ذکر **لااله الا الله** ہے۔

دوم:

لوگوں کو نماز کی ترغیب دینا اور پورے خشوع وخضوع اور آداب وشرائط کی رعایت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے لوگوں کو تیار کرنا اس لئے کہ ''نماز دین کا ستون ہے'' جس نے نماز کو قائم کی اس نے پورے دین کو قائم کی اور جس نے اس کو چھوڑا اس نے پورے دین کو گرایا۔ **قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معروضونo**

ترجمہ: ''ان مسلمانوں نے فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے برکنار رہنے والے ہیں۔''

نماز باوجودیکہ دین کا ایک مستقل فریضہ ہے جس کو ادا کرنا ضروری ہے، مومن کی معراج ہے اور دین اسلام کے مقدس شعائر میں سے ایک شعار ہے جو ہمیں غیر مسلم سے ممتار

کرتا ہے اور مومن کے لئے یہ فضلیت کافی ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے رب کی عظمت اور اس کی شان کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے جلال کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔

سوم:

کثرت سے تلاوت قرآن۔ جب بھی فرصت ملے اور جہاں تک ہو سکے سمجھ اور تدبر کے ساتھ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرے کیونکہ قرآن ہدایت کا سرچشمہ ہے جو انسانوں کی رہبری کے لئے اور خیر کو عام کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ طرف سے اتارا گیا ہے وہ پوری دنیا کے لئے ہر زمان اور ہر مکان کے لئے خیر و ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس کے معانی کو سمجھ کر اور اس کے مقاصد کو جان کر اس کی تلاوت کرنا آدمی کے لئے سعادت اور بہت بڑی کامیابی ہے۔

چہارم:

ہر شخص درج بالا امور کی پابندی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کا کچھ حصہ نکال کر عوام الناس کی ہدایت واصلاح کے لئے محنت کرے اور دین حنیف کی مبادیات پھیلانے کے لئے ان کو تیار کرے۔ اتباع خواہشات جو کہ بدعات کی ہلاکتوں میں گرانے والی ہے اس سے روکے اور لوگوں کو شرک و کفر کے جراثیم سے پاک وصاف کرنے کے لئے اور ان تک اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پہنچانے کی جدوجہد کرے اور اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ**

ترجمہ: ”تم لوگ اچھی جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کے لئے ظاہری کی گئی ہے تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔“

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون

عن المنكر و يقيمون الصلوٰة و يوتون الذكوة و يطيعون الله ورسوله ، اولئک سير حمهم الله ان الله عزيز حكيمo

ترجمہ: ''اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ر ہیں نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں ان لوگوں پر ضرور اللہ تعالی رحمت کرے گا بلاشبہ اللہ تعالی سب پر غالب ہے حکمت والا ہے۔''

تو اللہ تعالی نے امت محمدیہ پر یہ بات واجب کی ہے کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کریں اور بے کاموں سے روکیں۔ چونکہ اس رکن کو قائم کرنے میں امت کی وحدت اور قوت ہے اور اس کے ضائع کرنے میں اس کا دائمی زوال اور دائمی شقاوت ہے لہذا یہ وہ رکن ہے جو امت کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو تفرقہ بازی کی آفت اور کمزوری کی نحوست سے بچاتا ہے تو ان مفادات کو پیش نظر رکھ کر جو جماعت ہم نے قائم کی ہیں اس کے ہر فرد کے اعمال کا یہ مختصر خلاصہ ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہم اس کے پھیلانے اور عام کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں حالانکہ ہمارے اوپر اجنبی غیر اسلامی حکومت مسلط ہے۔ تو ان شہروں میں جو وحی الٰہی کا مہبط اور اسلام کا مرکز ہیں اور جہاں سے ہدایت کا سورج طلوع ہوا خصوصاً آپ کے مبارک دور میں جو شریعت اور دین کا دور ہے جس میں اسلام کے جھنڈے لہلہا رہے ہیں۔ ہم لوگ امید واثق رکھتے ہیں کہ آپ ازراہ کرم ہمارے مقصد پر توجہ فرمائیں گے۔ آپ کی شاہی عنایات ہمارے شامل حال ہوں گی۔ ہمیں آپ کا اعتماد حاصل ہوگا تاکہ آپ کی مہربانی سے ہم لوگوں کو تائید حاصل ہو۔ اللہ تعالی کی عنایت اور نوازش ہماری موید ہو اور پھر آپ کی توجہ سامی۔ اللہ تعالی آپ کی امداد کرے اور ایسے نیک کاموں کی تو دے جن سے وہ راضی ہے اور اس کو پسند ہیں۔

والسلام

﴿جواب﴾

الجلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز آل سعود رحمۃ اللہ علیہ

بخدمت مولانا محمد الیاس ومولانا محمد احتشام الحسن رحمۃ اللہ علیہما

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المملکۃ العربیہ السعودیہ نمبر۱۱۱/۲/۲۱

دفتر جلالۃ الملک تاریخ:۳/۲/۱۳۵۷ھ ہجری

حضرت مکرم محمد احتشام وحضرت مکرم محمد الیاس ﴿رحمۃ اللہ علیہما﴾ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد آپ لوگوں کا مکتوب ہمارے جلیل القدر سردار کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

آنجناب نے اسے سن کر حکم دیا کہ میں آپ کی پاکیزہ جدوجہد جو کہ آپ نے سلف صالحین کے عقیدہ کی طرف دعوت دینے میں کی ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی جو عمدہ خدمات ہیں ان پر آپ کا شکریہ ادا کروں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو ایسے کاموں کی تو دے جن میں اصلاح اور خیر ہو۔

والسلام

دیوان جلالۃ الملک

سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کا علماء احساء اور مشرقی علاقہ کی طرف مکتوب

مورخہ ۱۹/ ۵/ ۱۳۷۳ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از محمد بن ابراہیم بنام علماء احسا علاقہ شرقیہ جو بھی اس مکتوب کو دیکھے اللہ تعالی اوران کو نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرنے والا بنائے اور دعوت الی اللہ کے کام کے لئے چاق و چوبند رہنے والوں کے لئے ہمیں اعانت کرنے والا بنائے۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امابعد! اس خط کے حامل (مولانا) سعید احمد بن محمد علی پاکستانی اوران کے رفقاء تبلیغی جماعت پاکستان کا اہم مقصد مساجد میں وعظ ونصیحت کرنا، لوگوں کو راہ راست دکھانا، توحید اور اچھے عقیدوں پر برانگیختہ کرنا اور کتاب وسنت پر عمل کے لئے آمادہ کرنا ہے۔ ساتھ ساتھ بدعات، قبر پرستی، موتی کی مدد کے لئے پکار وغیرہ خرافات و منکرات سے روکنا ہے۔ ان کے متعلق میں نے یہ تحری اس لئے لکھ دی ہے تاکہ مسلمان بھائی ان کی تائید ونصرت کریں۔

میں اللہ تعالی سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کو اچھی نیت کی اور حق بات کہنے کی تو بخشے اور غلطیوں سے سلامت رکھے اوران کی رہبری اور بیان سے لوگوں کو نفع عطا فرمائے۔ بے شک وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ڈھاکہ (بنگلہ دیش) میں تبلیغی جماعت کے اجتماع کا آنکھوں دیکھا حال

ازقلم شیخ محمد امان جامی و شیخ عبدالکریم مراد حفظہما اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کی طرف تبلیغی جماعت نے دعوت نامہ بھیجا اور بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں منعقد ہونے والے بہت بڑے اجتماع میں شریک ہونے کی استدعا کی تو جامعہ نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور (محمد امان بن علی جامی) حدیث کے کالج سے اور عبدالکریم مراد کو شریعت کے کالج سے اجتماع میں شرکت کے لئے روانہ کیا تو ہم بروز سوموار بتاریخ ۱۰/۲/ ۱۳۹۹ ہجری صبح کے وقت مدینہ منورہ کے ائیر پورٹ سے براستہ جدہ کراچی کے لئے روانہ ہوئے، ساڑھے چھ بجے جدہ کے ہوائی اڈے پر پہنچے فوراً ہی جدہ میں جامعہ کے مکتب کے سربراہ مسفر زہرانی کے توسط سے پاکستانی ائیر لائینز میں پہنچ گئے کیونکہ پاکستان ائیر لائینز میں ریزرویشن ہو چکی تھی۔ ائیر پورٹ کی کارروائی دس منٹ سے بھی پہلے مکمل ہو گئی پھر ہم مسافروں کے کمرہ میں داخل ہوئے تاکہ سفر کے لئے تیار ہو جائیں لیکن ہمارے داخلے کے وقت ایک گھنٹہ بعد ہمیں یہ اندوہناک خبر سنائی گئی کہ سفر غیر معینہ وقت کے لئے موخر رہے گا کیونکہ بقول ان کے طیارہ میں فنی خرابی ہو گئی ہے۔

ہم اس غیر معینہ وقت کا انتظار کرتے رہے کمپنی نے وقت مقرر کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا یا وقت مقرر کرنا ان کے بس میں نہیں تھا جب نماز ظہر کا وقت آ گیا تو ہم نے ہوائی اڈے پر نماز ادا کی اس لئے کہ وہاں سے باہر جانا ممنوع تھا پھر ہمیں دن کے کھانے کے لئے بلایا گیا جس سے ہمیں پختہ یقین ہو گیا کہ روانگی میں مزید تاخیر ہو گی۔ اسی طرح منگل کی رات کو عشاء کی نماز کے بعد تک ہم انتظار کرتے رہے پھر بالآخر وقت کا اعلان کیا گیا کہ روانگی گیارہ بجے رات کے ہو گی جبکہ عملاً ہماری روانگی آدھی رات کے بعد ہوئی، کراچی کی

طرف ہمارا سفر شروع ہوا تو ہم نیند میں خراٹے لینے لگے کیونکہ ہمیں جدہ میں طویل تھکاوٹ کے بعد آرام کرنا نصیب ہوا اور ہم اس وقت جاگے جب اعلان ہوا کہ ہم کراچی کے ہوائی اڈے کے قریب پہنچ چکے ہیں، ہم نے اللہ تعالی کی حمد کی کہ اس نے ہمیں سلامتی کے ساتھ پہنچادیا پھر نماز صبح سے ذرا پہلے کراچی کے شہر میں داخل ہوئے اور نماز صبح ایک ہوٹل میں اپنی قیام گاہ پر ادا کی اور کافی وقت آرام کرنے کے بعد ہم نے مشورہ کیا کہ آیا ڈھاکہ جانے سے پہلے لاہور جائیں جیسا کہ یہ بات پہلے سے طے تھی یا پہلے ڈھاکہ جائیں اور لاہور بعد میں موجودہ صورتحال میں ہم نے یہی طے کیا کہ لاہور بعد میں جائیں اور پہلے ڈھاکہ جائیں تاکہ اجتماع کی شرکت جو ہمارا اولین مقصد ہے اس میں کسی وجہ سے تاخیر واقع نہ ہو۔

ہم نے بدھ کا دن بتاریخ ۱۲/۲/ ۱۳۹۹ ہجری ٹکٹ گھر میں گزارا تاکہ جمعرات کے دن کی ٹکٹیں لے کر ڈھاکہ روانہ ہوجائیں لیکن ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارا سفر جمعہ سے پہلے نہیں ہوسکتا کیونکہ کراچی سے ڈھاکہ کی ہفتہ میں دو پروازیں جاتی ہیں ایک منگل کو جس میں پاکستانی طیارے کی پرواز ہوتی ہے اور دوسری جمعہ کو جس میں بنگلہ دیش کے طیارہ کی پرواز ہوتی ہے ان کے علاوہ تیسری کوئی پرواز نہیں۔ تو ہم نے جمعہ کے طیارے کی سیٹیں ریزرو کرائیں اور اللہ تعالی کے حکم سے ہم نے اس میں عصر کی نماز کے بعد سفر شروع کیا اور ہم رات کے آخری حصہ میں ڈھاکہ کے ہوائی اڈے پر پہنچے۔

ہمارے اور بیرون سے آنے والے تمام شرکاء اجتماع کے استقبال کے لئے ایک رابطہ جماعت ہوائی اڈے پر موجود تھی ان کے ہمراہ سوڈان اور پاکستان کے وہ ساتھی بھی تھے جن کے ساتھ ہماری پہلے جان پہچان تھی۔ ان حضرات نے ہوائی اڈے کی تمام تر کارروائیاں انجام دیں۔ اجتماع کے شرکاء کے لئے خاص رعایت تھی کہ ان کی تلاشی نہیں لی جاتی تھی اور ان کے بیگ تک نہیں کھولے جاتے تھے جبکہ دوسرے لوگوں کی خوب تلاشی لی

جارہی تھی۔ پھر انہوں نے ہمیں ہوائی اڈے کے قریب ایک مسجد میں پہنچایا تا کہ مہمانوں کو تقسیم کیا جائے اور یہاں سے ان کی قیام گاہوں یں پہنچایا جائے جو کہ اجتماع کے مقام کے قرب و جوار میں تیار کیے گئے تھے فجر کی نماز سے پہلے ہماری تقسیم پوری ہوگئی بلکہ ہم نے صبح کی ازآن سے پہلے تھوڑی سی نیند بھی کرلی۔ پھر اذان ہوئی اور ہم نے قریب والی مسجد میں نماز ادا کی۔ وہ مسجد ایک بہت بڑا ہال ہے جو ایک میدان میں قائم ہے اور اندازہ ہے کہ وہ ڈیڑھ کلومیٹر لمبی ایک کلومیٹر چوڑی ہوگی تا کہ اس میں دس لاکھ کے لگ بھگ آدمی سما سکیں اور نمازین بھی پڑھ سکیں۔ سب کے سب ایک امام کے پیچھے لاؤڈ سپیکر استعمال کیئے بغیر نماز ادا کرتے تھے بلکہ امام کی آواز پہنچانے کے لئے ایک بہت سے لوگ تھے جو کہ اونچے مقاموں پر مختلف جگہوں پر مقرر کئے گئے تھے تا کہ جو شخص امام سے دور ہیں وہ ان آواز پہنچانے والوں کی آواز کے ذر امام کی تابعداری کریں۔ یہ معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے کس وجہ سے نماز میں لاؤڈ سپیکر استعمال نہیں کیا جبکہ بیانات، جماعتوں کو روانہ کرنے اور انہیں ضروری ہدایات دینے کے لئے اس کو استعمال کرتے تھے۔

(مقام اجتماع کی سیٹنگ و بناوٹ) یہ باریک بناوٹ اور عجیب تیاری کیسے مکمل ہوئی تو اس کی تفصیل آدمی کو حیران کر دیتی ہے کیونکہ (عارضی) مسجد اور بیرونی مہمانوں کی قیام گاہیں ہلکے پھلکے میٹریل سے تیار کی گئیں ہیں جس سے کام لے کر بعد میں یہ میٹریل مالکان کو ان کی دکانوں کی طرف واپس کر دیا جائیگا اور وہ استعمال شدہ میٹریل قابل فروخت اور قابل استعمال رہتا ہے۔

اور یہ میٹریل کیا ہوتا ہے ٹین، بانس، موٹا کپڑا (پٹ سن) اور رسیاں وغیرہ ان کا مجموعہ ہے۔ ان میں میخیں استعمال نہیں کی گئیں تا کہ سامان سے کوئی شے تلف نہ ہو جائے چونکہ تاجروں اور کارخانہ داروں نے یہ سامان عاریتاً دیا ہے اس لئے خود ہی اس کی بناوٹ

وٹ (شیٹنگ) کرتے ہیں اور جب اجتماع ختم ہوگا وہ خود ہی بآسانی اسی طرح اکھاڑنا بھی سہل ہوگا۔ اسلامی ماحول میں راہ راست پر لانے والی خشوع اور اطمینان دلانے والی اپنی طرز کی ایک عجیب (عارضی) مسجد ہے نماز سے فراغت کے بعد لوگ وہاں علم کے حلقے قائم کرلیتے جس سے دور اول کی مسجدوں کی یاد تازہ ہوگئی جو نماز اور عبادت کے لئے ہوتی تھیں نہ ان میں فخر ونمود ہوتا تھا اور نہ ہی وہ آراستہ پیراستہ ہوتی تھی۔ واللہ المستعان۔

ناشتہ کے بعد بیانات کا سلسلہ شروع ہوا اور سنیچر کے دن چاشت کے وقت بتاریخ ۱۵/۲/۱۳۹۹ ہجری ہم عربوں کے لئے ایک خصوصی بیان میں حاضر ہوئے جو مولانا محمد عمر (پالن پوری) نے عربی زبان میں فرمایا، یہ بیان بڑا مضبوط اور مفید تھا اور انہوں نے اپنے اس بیان میں تبلیغی جماعت اور اس کے طریقہ دعوت پر وارد ہونے والے بہت سے شبہات کا جواب دیا اور اللہ تعالی کے راستے میں نکلنے کا مقصد بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دعوت دینے والوں اور جن کو دعوت دی گئی ہے ان کے ماحول کو تبدیل کیا جائے اس لئے کہ جو لوگ بھی نکلتے ہیں وہ سب کے سب داعی نہیں ہوتے بلکہ اکثر وہ ہوتے ہیں جن کی اصلاح اور ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا کرنا اور اس کی ترغیب دینا مقصود ہوتا ہے اور وہ امور دین جن سے وہ ناواقف ہیں ان کی ان کو تعلیم دینا مقصود ہوتی ہے۔ اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ چیزیں اس وقت تک حاصل نہیں ہوتیں جب تک انسان اپنی دنیوی زندگی کے مختلف کاروبار کو چھوڑ کر گھر سے نہ نکلے اور ایک نیک صالح ماحول میں نہ آجائے۔۔۔۔۔الخ

اس بیان کے بعد عرب حضرات کے لئے اعلان کیا گیا کہ وہ جلسہ عام کے بیان میں حاضر ہوں جو کہ نماز ظہر کے بعد ہوگا۔ ہم سے درخواست کی گئی کہ کوئی صاحب یہ عام خطاب فرمائیں ہم نے بخوشی ان کے مطالبہ کو قبول کیا۔ چنانچہ نماز ظہر کے بعد میں نے یہ

بیان کیا اور فوراً ساتھ ساتھ اس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اصل بیان عربی میں ہوا، پھر اعلان کیا گیا کہ بروز اتوار بتاریخ ۱۶/۲/ ۱۳۹۹ ہجری جناب عبدالکریم مراد صاحب کا بیان بعد نماز ظہر ہوگا اور ہم ہر نماز کے بعد ہونے والے بیان میں حاضر ہوتے تھے جس کا اردو سے عربی میں ترجمہ کیا جاتا تھا۔شیخ عبدالکریم مراد نے وقت مقرر پر اپنا بیان کیا۔ان کا بیان توحید عبادت کے متعلق تھا اور انہوں نے لوگوں کو صالحین کی محبت میں غلو کرنے سے روکا اور قبروں پر عمارتیں بنانے سے بھی ڈرایا۔

اجتماع مذکورہ کا مقام دارالحکومت (ڈھاکہ) سے تقریباً سات کلومیٹر دور تھا اور اتنا دور اس لئے رکھا گیا تا کہ لوگوں کو سکون بھی میسر ہو اور ایک جگہ رہ کر پابندی سے مسجد میں نماز باجماعت پڑھیں اور مدت اجتماع کے دوران مسجد ہی میں رہیں، ہم جیسے لوگ جو تاخیر سے اجتماع میں پہنچے تو ہمارا ڈھاکہ جانا ممکن ہی نہ ہوا، نہ اجتماع سے پہلے نہ بعد۔ پیر کا دن جماعت کو ہدایات دینے اور جماعتوں کو رخصت کرنے کا دن تھا۔ وہ دن خوشی اور رونے کے ملے جلے جذبات کا دن تھا۔ان کا خوش ہونا اور رونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس قوم کے دلوں میں اللہ تعالی کے لئے ایک دوسرے کی محبت بھری ہوئی ہے یہ لوگ اللہ تعالی کی محبت میں فنا ہو چکے ہیں۔ دعوت والے کام کے لئے کیسے ہر کام کو چھوڑ دیتے ہیں اور بندوں کے قلوب اللہ تعالی وحدہ کی ذات کے ساتھ جوڑتے ہیں اور اس کے ماسوا پر ان کی کوئی توجہ اور التفات نہیں ہے۔

یہ خلاصہ ہے ان لوگوں کے بیانات کا ان کی باتوں کا۔ان کے کاموں کا اور ان کے زہد کا جو کہ دیکھ کر اور سن کر حاصل کیا گیا ہے برخلاف اس شخص کے جو ان کا ذکر کرتا ہے اور ان کو صحیح طرح پہچانا نہیں یا کسی غرض فاسد کی وجہ سے جان بوجھ کر جماعت کی حقیقت سے جاہل بنتا ہے۔

اس جماعت میں ایک قابل ذکر چیز یہ بھی ہے کہ اس جماعت کی دلچسپی ایسی چیزوں سے ہے جس سے دوری جماعتیں دلچسپی نہیں رکھتیں وہ یہ ہے کہ اس جماعت والے بغرض اصلاح جن لوگوں کو ساتھ لے کر چلتے ہیں ان کی باتوں پر صبر کرتے ہیں ان کے احسن طریقہ سے تربیت کرتے ہیں اور ان کی ہدایت کی فکر کرتے ہیں۔ ان کا صبر و فکر ایسا ہوتا ہے جیسے ایک مہربان ماں اپنے پیارے بچے کی خاطر کرتی ہے۔ اللہ تعالی نے ان کے ذر مختلف قسم کے لوگوں کو ہدایت دی ہے جن میں سب سے مقدم وہ نوجوان ہیں جن کو ہم تعلیم حاصل کرنے کے لئے یورپ اور امریکہ بھیج دیتے ہیں اور پھر ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال اور تربیت کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسے بہت سے لوگوں کو ہدایت کے لئے اللہ تعالی نے اس جماعت کو مقرر فرمایا ہے حالانکہ یہ نوجوان اپنے اس بے دین معاشرہ سے متاثر ہو کر دین اسلام سے نکل چکے تھے۔ میرے پاس اس کے کئی مشاہدات اور واقعات ہیں سب کو لکھنے سے بات لمبی ہو جائے گی، صرف ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔

ریاض کا رہنے والا ایک شخص ڈھاکہ کے اجتماع میں امریکہ کے چند نوجوانوں کی جماعت کے ساتھ آیا۔ اللہ تعالی نے اس کو اس جماعت کے ذر سے جاہلیت کے گڑھے سے نکال دیا تھا۔ اس نوجوان نے میرے سامنے عمرہ کرنے کی رغبت ظاہر کی شاید عمرہ کی برکت سے اس کے گناہ معاف ہو جائیں اور جاہلیت کی چیزیں دور ہو جائیں۔ میں نے اس کو اس پر شاباش دی اور میں نے اس کو توبہ کی فضیلت بتائی اور یہ کہ وہ عمرہ سے پہلے واجب ہے اس نے ندامت بھرے انداز میں کہا، اے بھائی محمد! میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں لیکن میں نہیں جانتا کہ عمرہ کس طرح کیا جاتا ہے اور جب میں مکہ پہنچوں تو میں کہاں سے کروں اور کیا کروں؟ اس لئے کہ امریکہ جانے سے پہلے ثانوی درجہ میں جو کچھ میں نے پڑھا تھا اس کو بھول چکا ہوں اور ہر چیز کو ضائع کر چکا ہوں۔

تو میں نے اس سے کہا کہ ادھر آؤ ہم لوگوں سے دور جا کر بیٹھیں تا کہ میں تمہارے سامنے عمرہ کے اعمال کی پوری تیح کروں۔اس نے کہا کیا آپ مہربانی فرما کر کیسٹ بھر دیں گے؟ میں نے کہا اگر تمہارے پاس ٹیپ ریکارڈر اور کیسٹ ہے تو کوئی امر مانع نہیں ہے تو وہ ٹیپ لایا پھر میں نے اعمال عمرہ کی کیسٹ اس کو بھر دی پھر مطالبہ کیا کہ حج کے اعمال کی بھی کیسٹ بھر دیں

تو میں نے بالاختصار وہ بھی کیسٹ بھر دی اور میں نے اس کو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی زیارت کی بھی ترغیب دی اور جامعہ اسلامیہ آنے کی بھی ترغیب دی تا کہ جامعہ سے اس کو دینی کتب اور مفید رسائل مل سکیں۔

اس واقعہ کا اور اس سے پہلے والی باتوں کا حاصل جو میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس جماعت کی اور کامیابیاں بھی ہیں جن کا ذکر طویل ہے یہ سب کچھ دیگر جماعتوں کو جو عالم اسلام وغیرہ میں دعوت الی اللہ کا کام کر رہی ہیں، میسر نہیں ہیں اور یہ کامیابیاں ایسی واضح ہیں کہ ہاتھ سے ٹٹولی جا سکتی ہیں۔

اور کوئی شخص دشمن ہو یا دوست ان کا انکار نہیں کر سکتا۔اس میں راز یہ ہے کہ اس جماعت نے دعوت الی اللہ اور اصلاح خلق کے کام کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہے۔ خدانخواستہ ایسا نہیں ہے کہ ان لوگوں نے دعوت والے کام کو بائیں ہاتھ میں لیا ہو اور دعوت کے نام پر عیش و عشرت کو دائیں ہاتھ میں لیا ہو بلکہ اس جماعت نے دعوت والے کام کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھاما ہوا ہے پھر یہ لوگ مدح اور تعریف کے لالچ سے بہت دور ہیں بلکہ ان کے ہاں مدح اور ذم برابر ہیں حتی کہ دنیا کی زندگی کی ان کے ہاں کچھ قیمت نہیں۔

میں اس اشارہ پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ معاملہ بالکل واضح ہے اور اس لئے بھی کہ اس قوم کی دعوت کے اثرات بھی واضح ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اور فیصلہ کرنے

والے حضرات ان کے کام کے اثرات اور ان کی کامیابیوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اس اجتماع کے ماحول میں ہم نے تین دن گزارے پھر چوتھے دن بروز منگل ظہر کی نماز کے بعد ہم کراچی واپس آئے۔۲۳/۲/۱۳۹۹ ہجری بروز اتوار جدہ جانے والے طیارہ کے ذر واپس ہوئے اور اس طرح یہ سفر پورا ہوا جو ان شاءاللہ بابرکت ہوگا۔

مشاہدات:

1- تبلیغی جماعت کا یہ نام کوئی باقاعدہ رسمی نہیں ہے یعنی بطور پہچان اور امتیاز کے خود تجویز نہیں کیا گیا بلکہ لوگوں نے ان کی دعوت اور تبلیغ و تذکیر والے کام کو دیکھ کر ان کا یہ نام رکھ دیا ہے۔

2- دعوت، نظم اور بار بار کے اجتماعات کے تجربات نے ان کے اندر ایسی لطیف ترتیب اور نظم و نسق کی صلا یت پیدا کر دی ہے کہ یہ لوگ بلا تکلف یا بغیر تکان کے اپنے کاموں کو احسن طریقہ سے سرانجام دیتے ہیں۔

3- بڑے بڑے اجتماعات کو منعقد کرنے اور ان کی ترتیب و نظم بنانے کی ان کے اندر بڑی اچھی استعداد ہے اگر کوئی اور ایسا اجتماع منعقد کرے تو ان کو بڑی مشقت اٹھانی پڑے طویل وقت درکار ہو اور بڑی رقم خرچ ہو لیکن ان لوگوں کا اس پر کوئی خاص زائد خرچ نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ وہ دور سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ جماعت کے تمام افراد اپنے آپ کو اجتماع کے کاموں کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

اور ہر ایک فرد اپنے کام پر جو اس کو سونپ دیا جاتا ہے خود بخود انجام دیتا ہے اور اپنی استطاعت کے مطابق سب کچھ حاضر کر دیتا ہے پھر خود کام کرتا ہے اور جماعت کے ہر فرد کا یہ ارادہ ہوتا ہے کہ وہ خادم بن کر رہے نہ کہ مخدوم اور دوسرے بھائیوں کو نفع پہنچائے،

اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ بہت اونچا عمل ہے۔

تجاویز:

جماعت اور اس کے انجام دیئے ہوئے کاموں کی زبردست خوبیاں اور ظاہر کامیابیاں ہیں جن میں سے بعض کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اور جنہیں دوست اور دشمن سب برابر تسلیم کرتے ہیں۔ان سب کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم درج ذیل تجاویز پیش کریں۔

1- افادہ اور استفادہ کے لئے جماعت کے ساتھ عملی اور پرخلوص تعاون کیا جائے۔

2- ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ جماعت کی یہ تحریک ہمارے طلبہ میں بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھائیں اور ان کو فائدہ پہنچائیں۔ اور ہمارے طلبہ اس تحریک اور مبارک دعوت کے بہت نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ ضرورت مند ہیں۔

3- یہ کہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اس جماعت کے اجتماعات میں بکثرت شرکت کرے۔ مدرسین اور طلبہ سب کو نمائندگی کرنی چاہیے

ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے اعمال کو خالص اپنی کریم ذات کے لئے بنائے ریاکاری اور شہرت سے دور رکھے۔ بے شک وہ سب سے اعلی ذات ہے جس سے سوال کیا جاسکتا ہے۔

وصلی الله وسلم وبارک علی افضل رسله محمد وآله وصحبه

محمد امان بن علی الجامی

سربراہ کالج حدیث ودراسات اسلامیہ

۱۰/۳/۱۳۹۹ہجری

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ کا مکتوب

بخدمت حضرت الاستاذ عوض بن عوض قحطانی حفظہ اللہ

نمبر ۱۱۵۵ تاریخ ۵/ ۹/ ۱۳۹۹ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے بخدمت برادر مکرم عوض بن عوض قحطانی۔ اللہ تعالی ان کے علم و ایمان کو زیادہ فرمائے اور وہ جہاں بھی ہوں ان کو برکت عطا فرمائے۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امابعد! آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا اور جو کچھ آپ نے اس میں وضاحت کی ہے میں نے اس کو سمجھا اور تبلیغی جماعت کے متعلق جو سوال تھا کہ کیا ان کا طریقہ صحیح ہے؟ اور انہوں نے دعوت والا طریقہ جو قائم کر رکھا ہے اس میں شریک ہونے سے کوئی امر مانع ہے؟ اور ان کے ساتھ نکلنا کیسا ہے؟۔۔۔۔۔الخ

لوگ ان کے متعلق مختلف باتیں نقل کرتے ہیں۔ کچھ لوگ ان کی تعریف کرتے ہیں کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں لیکن ہم نے اپنے بہت سے قابل اعتماد بھائیوں اہل نجد وغیرہ سے جو بہت سے سفروں میں ان کے ساتھ رہے اور پاک و ہند میں ان کی طرف سفر کر چکے ہیں ان کے متعلق خوب تحقیق کی ہے انہوں نے کوئی ایسی چیز ذکر نہیں کی جو خلاف شرع ہو یا ان کے ساتھ چلنے اور دعوت والے کام میں شریک ہونے سے مانع ہو۔ میں نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے جو ان کے ساتھ رہے اور ان کے ساتھ نکلے وہ ان سے بہت متاثر تھے۔ دین، اخلاق اور آخرت کی طرف توجہ کے متعلق ان کے حالات بہت اچھے ہو چکے تھے۔ اس بناء پر میں ان کے ساتھ نکلنے اور دعوت والے کام میں شریک ہونے میں کوئی

رکاوٹ نہیں دیکھتا بلکہ اہل علم وفہم اور پاکیزہ عقیدہ رکھنے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس کام میں ان کے شریک ہوں اور یہ کہ اگر ان سے کوئی خطا وقصور واقع ہو تو اس کی اصلاح کریں اس لئے کہ ان کی سیرت اور اعمال میں عجیب تاثیر ہے۔ جو لوگ دین سے بےزاری اور گناہوں میں مشہور تھے ان کی صحبت سے خوب متاثر ہوئے ہیں اور اس کے ہمراہ آپ کے پاس ہمارے استاد شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا خط بھیجا جا رہا ہے جس میں وہ جماعت کی تعریف کرتے ہیں اور دعوت والے کام میں وہ لوگوں کو ان کی نصرت کرنے اور رکاوٹ نہ ڈالنے کے لئے اکساتے ہیں۔ انہوں نے اس خط میں ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کا اہم مقصد مساجد میں نصیحت و وعظ کرنا، رہبری کرنا، لوگوں کو توحید اور اچھے عقائد پر تیار کرنا اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دینا ہے اور ساتھ ساتھ بدعات وخرافات سے منع کرنا ہے۔ آپ اس کے ہمراہ تقریر کی فوٹو کاپی بھی پائیں گے جس کو ہمارے بعض قابل اعتماد بھائیوں نے ان کے متعلق لکھی ہے اور وہ حدیث اور درسات اسلامیہ، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے پرنسپل شیخ محمد امان بن علی ہیں جبکہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ نے گذشتہ سال ان کو اور فضیلۃ الشیخ عبدالکریم مراد کو جو کہ جامعہ اسلامیہ میں استاد ہیں نمائندہ بنا کر بھیجا تھا اور وہ (یعنی شیخ عبدالکریم مراد) ہمارے ہاں حسن عقیدہ کے ساتھ معروف ہیں وہ عربی زبان کے ساتھ ان کی (اردو) زبان بھی بخوبی جانتے ہیں کیونکہ وہ ہر سال پاکستان میں ہونے والے سالانہ اجتماع میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے جماعت کی تعریف کی اور لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ ان کے دعوت والے کام اور اجتماعوں میں شریک ہوں اور ان کے ساتھ ہمیشہ حسن سلوک کریں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات: البحوث العلمیہ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ کا مکتوب بنام

حضرت الاستاذ عبدالسلام بن محمد امین سلیمانی حفظہ اللہ

نمبر ۳۲۵ تاریخ ۲/۳/۱۴۰۶ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے بخدمت برادر مکرم عبدالسلام بن محمد امین سلیمانی اللہ تعالی ان کے علم و ایمان کو زیادہ کرے اور وہ جہاں بھی ہوں ان پر برکت نازل فرمائے۔ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد! آپ کا کرم نامہ موصول ہوا اور میں نے حالات سے اطلاع پائی اور اس میں آپ نے علم طب حاصل کعنے کے لئے پاکستان کے سفر کے جو حالات بیان کئے ہیں ان سے بخوبی آگاہ ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا تبلیغی جماعت سے تعارف ہوا۔ آپ کو ان کے حالات معلوم ہوئے اور آپ نے ان کی خوبیوں اور خامیوں کو پہچانا اور یہ کہ آپ کی وہاں کچھ دوسرے لوگوں سے بھی ملاقات ہوئی اور ان کیساتھ جماعت کے متعلق گفتگو بھی چلی انہوں نے دوران گفتگو کبھی جماعت پر استہزاء کیا، کبھی طعن وتنقیص کی، کبھی ان کو (جاہل) صوفی کہا اور کبھی ان کی ہنسی اڑائی اور آپ نے ان کی ان حرکات پر نکیر فرمائی اور انکار کیا اور ان کو بتایا کہ یہ چیزیں جائز نہیں ہیں اور آپ نے ان کے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کلام نقل کیا جو انہوں نے "اقتضاء الصراط المستقیم فی اختلاف ہذہ الامت" میں ذکر کیا ہے تو ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ وہ توحید الالوہیت کو نہیں مانتے تو آپ نے ان کو ایسا جواب دیا کہ اس سے اعتراض کا دفعیہ ہو گیا اس کے آخر میں آپ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا۔ بے شک اللہ تعالی صرف اس عمل کو قبول کرتا ہے جو خالص اللہ تعالی کی رضا کے لئے ہو اور درست ہو۔

خالص کا مقصد ہے کہ صرف اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی مقصود ہو اور درست ہونے کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر ہو اور بے شک جماعت کے (چھ نمبروں) میں سے ہے کہ نیت خالص اللہ کے لئے ہو اور عمل حضور اکرم ﷺ کے طریقہ کے مطابق ہو آپ نے ان کو یہ بھی بتایا کہ میں اس جماعت کے ساتھ رہا ہوں اور ان کے حالات کو پہچانا ہے اور میں نے ان میں سے کسی ایک کا قول وفعل میں کلمہ توحید کے خلاف نہیں دیکھا بلکہ وہ لوگ لوگوں کو شرک اکبر اور کفر سے نکال کر اللہ وحدہ کی عبادت کی طرف لاتے ہیں حتی کہ قبر پرست لوگ اپنے پیروکاروں کو ان سے ڈراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر فرقے کے ساتھ بیٹھو پر ان تبلیغ والوں کے ساتھ مت بیٹھو کیونکہ وہ تم کو اسلام سے نکال دیں گے اور بے شک وہ وہابی نجدی ہیں اور بے شک یہ بات خود آپ نے ان سے سنی۔ تو ان لوگوں نے آپ کو کہا کہ یقیناً تبلیغی جماعت والے دل میں توحید الوہیت ثابت کرتے ہیں لیکن ان میں بہت سے عیب ہیں۔ ان میں سے ان کی کتاب تبلیغی نصاب ہے اور ان میں بدعتیں ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ تبلیغ والے لاعلم ہیں ان کو شریعت کا کوئی علم نہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ نے ان کے سامنے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا کلام نقل کیا کہ نفع ونقصان میں موازنہ کیا جائے اور مصلحت کو مفسدہ پر ترجیح دی جائے اور آپ نے کہا اس اصول کو تمام اسلامی فرقوں پر منطبق کیا جائے تو جب ہم کسی جماعت کے متعلق فیصلہ کریں تو پہلے ان کی اچھائیوں اور برائیوں کے درمیان موازنہ کریں پھر جو چیز ہمارے نزدیک راجح اور غالب ہو اس کے مطابق فیصلہ کریں۔ یہ اس وقت ہے جب وہ فرقہ یا گروہ شرک سے محفوظ ہو۔ پھر ہم پر لازم ہے کہ ہم مسلمانوں کے کلمہ کو متحد رکھیں اور بقدر استطاعت اصلاح کا ارادہ کریں اور جب ہم ان میں کوئی عیب پائیں تو ان کے پاس جائیں اور ان سے بات کریں اور ان کے سامنے بات کی وضاحت کریں اور احسن طریقہ سے ان کے ساتھ بحث مباحثہ کریں اور اللہ تعالی

سے دعا مانگیں کہ مسلمانوں کی اصلاح فرمائے۔عمل کیساتھ جب دعا شامل ہو تو اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔تبلیغی نصاب کے متعلق آپ نے ان کو بتایا کہ آپ خود بعض سلفی بھائیوں کے ہمراہ تبلیغی جماعت والوں کے پاس گئے اور اس کتاب کے متعلق ان سے گفتگو ہوئی اور اس کے عیوب ان کو بتائے اور انہوں نے اس کو چھوڑ کر اس کی بجائے فضائل اعمال تجویز کی اور ان کی گفتگو آپ لوگوں کے ساتھ بہت اچھی رہی۔الحمدللہ۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم تبلیغی نصاب سے فقط ''فضائل اعمال'' لیتے ہیں۔آپ نے جھگڑا کرنے والوں سے کہا کہ آپ نے جماعت کے کسی فرد کو نہیں دیکھا جس نے تبلیغی نصاب کی بدعات سے کوئی چیز لی ہو نہ افراد نہ جماعت نے۔یہ آپ کے خط کا خلاصہ ہے۔

بے شک جماعت کے متعلق آپ نے جو وضاحت کی ہم اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں اس کے بعد آپ کو یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ جس طرح آپ نے جماعت کے حالات ذکر کئے ہیں کہ یہ لوگ نرمی سے کام لیتے ہیں قبولیت کا مادہ رکھتے ہیں دعوت الی اللہ میں صبر کرتے ہیں اور اس راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔کتنے منحرفین ہیں کہ ان کے ذر اللہ تعالی نے ان کو ہدایت نصیب فرمائی اور کتنے کافر ہیں کہ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔یہی باتیں ہم کو تواتر کے ساتھ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے شعبہ توحید کے مدرسین وغیرہ سے پہنچیں جنہوں نے ان کے ساتھ میل جول رکھا اور ان کے ساتھ سفر کیے یہ لوگ اہل نجد وغیرہ میں سے ہیں۔

اور میں ہمیشہ اپنے اہل علم و اہل بصیرت بھائیوں کو وصیت کرتا رہا ہوں کہ دعوت والے کام میں ان کے شریک ہوں تا کہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہوتا رہے۔

جماعت کی تعریف کرنے اور ان کے حق میں خیر خواہی کی وصیت کرنے میں ہمارے شیخ سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ (جو سعودی عرب کے مفتی اور اپنے دور کے

رئیس القضاہ تھے) نے ہم سے سبقت کی چنانچہ انہوں نے منطقہ شرقیہ والوں کو ۱۳۷۳ ہجری میں خط لکھا اور اس میں ذکر کیا کہ ان لوگوں کا اہم مقصد مساجد میں وعظ ونصیحت کرنا اور لوگوں کی رہبری کرنا توحید اور اچھے عقائد پر تیار کرنا اور کتاب وسنت پر عمل کی ترغیب دینا ہے، ساتھ ساتھ بدعات وخرافات سے روکنا ہے۔

ہم آپ کو اس جواب کی فوٹو کاپی روانہ کررہے ہیں جو ہم نے برادر محترم عوض بن عوض قحطانی کی طرف اس جماعت کے متعلق لکھی تھی اور چند دوسرے اوراق بھی ہیں۔

میرے بھائی! اس میں کوئی شک نہیں کہ کوتاہیاں بشریت کے لوازمات میں سے ہیں مگر جس کو اللہ تعالی چاہے بچالے لیکن یہ مناسب نہیں کہ ہم بعض افراد کی کمی کوتاہی کی وجہ سے پوری جماعت یا پورے گروہ پر کوئی حکم صادر کردیں بلکہ مسلمان پر واجب ہے کہ محبت و نرمی کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرے۔ خود بھی نفرت نہ کرے اور دوسروں کو بھی اس سے نفرت نہ دلائے یہی طریقہ اللہ تعالی کے نبیوں اور ان کے پیروکاروں کا ہے ہم اللہ تعالی سے اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات اعلی کے ذر سوال کرتے ہیں کہ ہم سب اور آپ کو حق حق کی صورت میں دکھائے اور اس کی اتباع کی تو عطا فرمائے اور باطل کو باطل کی شکل میں دکھائے اور اس سے بچنے کی تو بخشے اور اس کو کو ہمارے اوپر ملتبس نہ کرے کہ ہم گمراہ ہوجائیں گے جس طرح کہ ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ ہم سب کو ہدایت کی دعوت دینے والوں سے اور حق کی نصرت کرنے والوں سے بنائے جس کے ہاں بھی ہو۔ بے شک وہ کریم ذات ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس ادارات بحوث علمیہ۔ افتاء۔ دعوت والارشاد

مکتوب گرامی

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ

بخدمت فضیلۃ الشیخ فالح بن نافع الحربی حفظہ اللہ

نمبر ۸۸۹/ خ تاریخ ۱۲/ ۸/ ۱۴۰۶ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بخدمت برادر مکرم فضیلۃ الشیخ فالح بن نافع الحربی، اللہ تعالیٰ ان کی بصیرت فی الدین میں اضافہ فرمائے اور اللہ رب العا اپنی رضا والے کاموں کے لئے ان کا شرح صدر فرمائے۔ آمین۔

امابعد! آپ کا خط مورخہ ۲۶۔۷۔۱۴۰۶ھ موصول ہوا۔ تبلیغی جماعت پر جو اعتراضات وارد کیے گئے ہیں ان کو میں سمجھا۔ اور جو کچھ میں نے تبلیغی جماعت کے متعلق لکھا اور مجھ سے پہلے ہمارے شیخ علامہ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ قدس اللہ روحہ ونور اللہ صریحہ (جو اپنے دور میں سعودی عرب کے مفتی تھے) نے تبلیغی جماعت کی تعریف کی۔ اس پر آپ کی جرح قدح کو بھی سمجھا اور فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم کو جو آپ نے ''ابن ابراہیم'' کہہ کر ان کی تنقیص (ناقدری) کی ہے ناپسند ہے اور جن اشخاص کی طرف آپ نے اشارہ کیا کہ تبلیغی جماعت کے متعلق ان کی رائے شیخ کی رائے کے مخالف ہے مجھے یہ بھی ناپسند ہے۔ اور جو کچھ آپ نے ذکر کیا اس پر تعجب ہے۔ کہاں ان لوگوں کا علم اور رائے؟ اور کہاں ہمارے شیخ کی بصیرت، علم، بلند نظری، وسعت مطالعہ، حوصلہ وبرد باری اور ان کی دانشمندی۔ ہم الحمدللہ اپنے دین کے معاملہ میں بصیرت پر ہیں اور ہم مفادات اور نقصانات کے درمیان موازنہ کرتے ہیں اور جس جانب ہمارا دل مطمئن ہوتا ہے ہم اس کو ترجیح دیتے

ہیں اور جماعت کے حالات اور اخبار کی ہم نے تحقیق کی ہے جس سے ہمارا اطمینان موافقت کی جانب ہے۔ اور ساتھ ساتھ بعض افراد کی کمی کوتاہی کی جذبہ خیر خواہی کے تحت اصلاح کی جائے کیونکہ کمی کوتاہی بشریت کے لوازمات میں سے ہے مگر جس کو اللہ تعالی چاہے بچالے۔

اگر ہمارے اساتذہ اور طالب علم بھائی جن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، ان لوگوں سے میل جول رکھتے، دعوت والے کام میں شریک ہوتے، ان کی راہنمائی کرتے ، ان سے جو کمی کوتاہی سرزد ہوتی اس کی اصلاح و تکمیل کرتے اور جہاں وہ خطا کریں ان کی رہبری کرتے تو اس سے اسلام اور مسلمانوں کو خیر کثیر اور بہت بڑا نفع پہنچتا۔ لیکن ان سے نفرت کرنا، ان سے دور رہنا اور ان کے میل جول سے لوگوں کو ڈانا تو یہ بہت بڑی غلطی ہے اور اس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے تو اے میرے بھائی۔ اپنی رائے و غلط سمجھیں۔ اور اپنے رب کی طرف عاجزی کر کے دعا مانگیں کہ وہ آپ کے سینہ کو ایسے کاموں کے لیے کھول دے جو اس کو زیادہ پسند ہیں اور اس کے بندوں کو زیادہ نفع دینے والے ہیں اور یہ کہ اختلافی مسائل میں آپ کو اپنے حکم سے حق کی راہ دکھائے اور میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ ہمیں اور آپ کو حق، حق کی صورت میں دکھائے اور اس کی پیروی کرنے کا احسان فرمائے۔ اور باطل کو باطل کی شکل میں دکھائے اور ان سے بچنے اور پرہیز کرنے کی تو دے کر احسان فرمائے۔ اور اس کو ہمارے اوپر ملتبس نہ کرے ورنہ ہم گمراہ ہو جائیں گے۔ یقیناً وہ اس پر قادر ہے اور اس کا مالک ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات: البحوث العلمیہ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

﴿تکمیل﴾

آپ نے جو فضیلۃ الشیخ محمد امان کی طرف یہ نسبت کی ہے کہ انہوں نے اپنی رائے جس میں انہوں نے جماعت کی تعریف کی ہے اس سے رجوع کرلیا ہے اور کہا ہے یہ خرفاتی یعنی من گھڑت باتیں کرنے والے ہیں اور مبتدع ہیں تو یقیناً انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور اس نسبت پر تعجب کیا ہے اور بتایا ہے کہ کو کچھ میں نے تبلیغ والوں کے متعلق لکھا ہے وہ مشاہدہ اور یقین سے لکھا ہے اور میں اسی رائے پر ہمیشہ سے قائم ہوں اور جو شخص بھی ان سے جماعت کے متعلق سوال کرتا ہے وہ اپنے لکھے ہوئے (روئیداد اجتماع بنگلہ دیش) کا حوالہ دیتے ہیں۔ (لہٰذا ان کی طرف رجوع کی نسبت غلط ہے)

﴿مکتوب گرامی﴾

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز حفظہ اللہ

بخدمت ڈاکٹر محمد تقی الدین ہلالی رحمۃ اللہ علیہ

نمبر ۸۸۹/خ   تاریخ ۱۰/۱۰/۱۴۰۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، بخدمت برادر مکرم ڈاکٹر محمد تقی الدین ہلالی اللہ ان کو خیر کی تو   دے۔ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اما بعد! جناب محترم! آپ کا گرامی نامہ مورخہ ۱۲/ ۸/۱۴۰۳ھ   موصول ہوا (اللہ آپ کو اپنی ہدایت کے ساتھ ملا دے) آپ نے جس بات کی طرف اشارہ کیا میں وہ سمجھ گیا کہ آپ میری رائے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ بھائی احمد مھانی کی تنخواہ روک دی

جائے جب کہ وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلتے ہیں، میں آپ کو مفید مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ ان کی تنخواہ جو ہم آپ کے ذریعے بھیجا کرتے ہیں مسلسل جاری رکھی جائے کیونکہ ان کا تبلیغی جماعت کے ساتھ چلنا کوئی بری سیر و سیاحت نہیں ہے اس لئے کہ وہ دعوت الی اللہ کے لئے شہروں اور بستیوں میں گھومتے پھرتے ہیں اور چھوٹے بڑے لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کے بنگلہ دیش وغیرہ میں جو اجتماع ہوتے ہیں ان میں چھوٹے بڑے سب لوگ حاضر ہوتے ہیں جس طرح کہ میں ان قابل اعتماد علماء نے بتایا جن کو ہم نے گذشتہ سال اجتماع میں شامل ہونے کے لئے بنگلہ دیش بھیجا تھا۔

آپ حضرات کا ان کے خروج کی مذمت میں یہ استدلال کرنا کہ ان پر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی بات منطبق آتی ہے کہ ایک شخص محض سیاحت فی الارض کو عبادت سمجھتا ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں، غاروں اور جنگلوں میں تنہا رہنا اختیار کرتا ہے جماعت کے واقعات اور اعمال اس کے خلاف ہیں۔ (کیونکہ وہ تفرد و تجرد کے لئے نہیں نکلتے) بلکہ لوگوں کی ہدایت اصلاح اور خیر خواہی کے لئے نکلتے ہیں اور ان میں اور خلوت گزینوں میں فرق ہے۔

اللہ تعالی سے ہم سوال کرتے ہیں کہ ہم سب کو اپنی رضا والے کام کی تو دے، بے شک وہ کریم ذات ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات البحوث العلمیہ ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

۱۰/۱۰/۱۴۰۳ھ ہجری

مکتوب گرامی

شیخ ابراہیم عبدالرحمٰن (مدینہ منورہ)

بخدمت گرامی سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ

مورخہ ۲۷/۱/۱۴۰۷ھ

بسم الله الرحمن الرحيمo وبه نستعين على امور الدنيا والدين

حضرت صاحب السماحۃ، شیخ جلیل، شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز، رئیس عام ادارات بحوث علمیہ، افتاء، دعوت ارشاد۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و آخرت میں ثابت رکھے اور ان کو حق کی تائید اور نصرت کرنے والوں میں سے بنائے۔ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اما بعد! ہم نے آپ کے سلف صالح سماحۃ الشیخ محمد ابراہیم آل شیخ (جو سعودی عرب کے سابق مفتی تھے) اللہ تعالیٰ کی ان پر وسیع رحمت ہو اور ان کو . . . کے صحن میں جگہ عطا فرمائے کے ایک خط پر اطلاع پائی (جو علماء احساء اور علاقہ شرقیہ کی طرف بھیجا گیا تھا) یہ خط مدینہ منورہ کے امیر جماعت (مولانا سعید احمد) اور ان کے رفقاء کے ہمراہ بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس خط میں جماعت کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وصیت کی۔ اور ذکر کیا کہ بے شک ان لوگوں کا اہم مقصد مساجد میں وعظ و نصیحت کرنا اور رہبری کرنا ہے اور لوگوں کو کتاب و سنت پر عمل کے لئے تیار کرنا ہے۔ ساتھ ساتھ لوگوں کو بدعات، خرافات، قبر پرستی اور مردوں کی پکار وغیرہ بدعات اور منکرات سے روکنا ہے۔

پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جماعت کے بارے میں، میں نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ تاکہ مسلمان بھائی ان کی امداد و نصرت کریں اور ان کو اپنے مقصد پر قدرت حاصل ہو۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ ان کو اچھی نیت اور حق بولنے کی تو عطا فرمائے اور لغزش سے سلامت رکھے اور یہ کہ ان کے بیانوں اور رہبری سے نفع دے بے شک وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے ۔(انتہیٰ) ہمیں آپ کے بہت سے خطوط کی اطلاع ملی ہے ، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ، آپ نے ان میں جماعت مذکورہ کی تائید ونصرت کی راہ اختیار فرمائی ہے آپ نے جماعت کی فضیلت ،محنت اور دعوت الی اللہ کے راستے میں تکالیف کی برداشت کو سراہا ہے اور یہ کہ ان کے سبب سے بہت سے منحرفین کو راہ ہدایت نصیب ہوئی اور ان کے ہاتھوں پر بہت سے غیر مسلموں کو اسلام نصیب ہوا۔آپ نیاس کی بھی تعریف کی ہے اور ساتھ ساتھ ہی آپ نے یہ اپیل بھی کی ہے کہ ان کے ساتھ نکل کر دعوت والے کام میں شرکت کی جائے اور حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت دی جائے ۔خصوصاً طلبہ اس کام میں ضرور شریک ہوں کیونکہ طلبہ کے شریک ہونے میں اتنا فائدہ ہے کہ جس کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جان سکتا۔

اسی طرح ہمیں سعودی عرب کے حکمرانوں کے ان خطوط کا پتہ چلا ہے جن میں جماعت والوں کی تائید ہے ۔اللہ تعالی ان کو اس نصرت وتائید کی بہترین جزا عطا فرمائے جیسے کسی نیکو کار کو اس کے احسان کی جزا دیتا ہے ۔سب سے اول تائید کرنے والے جلالۃ الملک عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ہیں اللہ تعالی ان کو عزت والا ٹھکانہ عطا فرمائے اور آخر میں جلالۃ الملک فہد حفظہ اللہ کا تائیدی فرمان آپ کو بھیجا جا رہا ہے جس میں جماعت مذکورہ کے متعلق فرمایا ’’یقیناً ان کو کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی طمع ہے ۔حکمت اور موعظۃ حسنہ کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں ان کے نفوس مالا مال ہیں اور ان کے بہت سے لوگ پوری دنیا کے کونہ کونہ میں لوگوں کی رہنمائی کے لئے سفر کرتے ہیں اور جس شخص کو بھی اللہ تعالی ان کے ہاتھوں پر ہدایت عطا فرماتے ہیں ان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دین کا داعی

بن جائے پھر (شاہ فہد حفظہ اللہ) نے ان کی امداد و نصرت کے لئے لوگوں کو ترغیب دی۔

ان کی جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے اساتذہ میں سے علماء جو کہ علوم توحید میں پختہ اور توحید میں ان کا عقیدہ راسخ ہے اور ان کے علاوہ سعودی عرب کے اندرون و برون بہت سے علماء کی تحریروں کی اطلاع ملی ہے کہ وہ سب کے سب جماعت کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی فضیلت کو سراہتے ہیں اور تائید کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان کے ساتھ چل کر اور سفر و حضر میں ساتھ رہ کر ان کے اچھے اور عجیب اثرات کو دیکھا ہے بلکہ جو لوگ اپنی بعض آراء میں ان کے مخالف ہیں وہ بھی ان کی خوبیوں کے ایسے اثرات کا اعتراف کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگ ہدایت پر آ جاتے ہیں۔

ان دنوں مدینہ منورہ میں بعض افراد (اللہ ان کو ہدایت دے) نفس و شیطان کا کھلونا بن گئے تو انہوں نے تبلیغی جماعت پر سخت حملہ کر دیا۔ اپنی محنت اور اوقات کو ان کیساتھ جھگڑنے، ان کو برا بھلا کہنے، لوگوں کو ان سے ڈرانے اور پریشان کرنے میں صرف کرنے لگے حتی کہ ہمیں یہ بات پہنچی کہ یہ لوگ بعض ایسے نوجوانوں سے بھی ملے جن کو اللہ تعالی نے تبلیغی والوں کے ہاتھوں ہدایت نصیب کی تھی اور وہ نماز کے پابند ہو چکے تھے اور سنت کے مطابق زندگی گزارتے تھے اور ان سے کہا کہ تمہاری تبلیغی جماعت سے متاثر ہو کر متبع سنت ہونے سے تمہاری وہ گناہوں والی پہلی حالت بہت بہتر تھی۔

چنانچہ کچھ لوگ ان میں سے بدل گئے العیاذ باللہ۔ ان میں سے بعض لوگوں نے مدینہ منورہ میں یہ خبر اڑائی کہ جناب نے تبلیغی جماعت کے متعلق سابقہ رائے سے رجوع فرما لیا ہے اس لئے کہ انہوں نے آپ کے ہاں جماعت کو برا بھلا کہا (اور آپ خاموش رہے) تو ہم نے اس خبر کی تصدیق نہیں کی اس لئے کہ ہم نے آپ کی سابقہ باتیں بکثرت سنی ہیں جن میں آپ نے جماعت کی تعریف کی ہے۔

چونکہ اللہ تعالی نے آپ کو ناقدانہ بصیرت، گہری نظر، وسعت مطالعہ، تدبر و تحمل، حکمت، حصول منافع اور دفع نقصان کے لئے والہانہ شوق جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ لہذا ہم نے اس نسبت کو اور آپ کے بارے میں پھیلائی ہوئی خبر کو بعید از فہم و قیاس سمجھا ہم امید رکھتے ہیں کہ جماعت کے متعلق آپ کی رائے سے ہمیں مستفید فرمائیں گے تا کہ لوگوں کو ان کے متعلق بصیرت حاصل ہو جائے اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے ذر اس فتنہ وفساد کی بیخ کنی کر دے۔ یقیناً وہ سننے والا قریب ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی روحانی اولاد، طلبہ مدینہ منورہ اور ان کی جانب سے ابراہیم عبدالرحمٰن الحصین۔

مکتوب گرامی

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ

بنام شیخ ابراہیم عبدالرحمٰن حصین حفظہ اللہ، مدینہ منورہ

تاریخ: ۲۷/۱/۱۴۰۷ھ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امابعد! میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ تبلیغی جماعت کے متعلق میری رائے وہی ہے جو میں نے اپنے نئے اور پرانے بہت سے خطوط میں لکھ دی ہے میں ہمیشہ سے اسی پر قائم ہوں اور جو کچھ میرے سلف صالح ہمارے شیخ جناب شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ قدس اللہ روحہ ونور اللہ ضریحہ وغیرہ دیگر علمائے کرام نے لکھا ہے۔ جلالۃ الملک سلطان عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور جلالۃ الملک فہد حفظہ اللہ نے اس کی تائید فرمائی میں اسی پر قائم ہوں اس لئے کہ ان لوگوں کے ذر اللہ تعالی نے لوگوں کو بہت نفع پہنچایا ہے اوران کے ذر بہت سے لوگوں کو ہدایت دی ہے ہم لوگوں پر ان کی حوصلہ افزائی اور شکریہ واجب ہے اور جو چیزیں ان سے مخفی ہیں ان پر تنبیہ بھی ہم پر واجب ہے اور یہ بات **تعاون علی البر والتقویٰ** اور خیر خواہی بین المسلمین میں سے ہے، میں ان کو اور تمام مسلمانوں کو خیر خواہانہ مشورہ دیتا ہوں خصوصاً نوجوانوں کو کہ اہل علم وبصیرت کے علاوہ ان میں سے کوئی شخص کفار کے ملکوں کی طرف سفر نہ کرے۔ اس لیے کہ جس شخص کو شریعت اسلامیہ اور عقیدہ صحیحہ کا علم نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور جس پر سلف صالحین چلے آرہے ہیں تو ایسے شخص کے لئے کفار کے ملک میں جانا بہت بڑا خطر ہے جماعت کی مخالفت کرنے والوں نے جو میری طرف سابقہ رائے سے رجوع کی نسبت کی ہے تو وہ مجھ پر جھوٹ ہے

بلکہ میں نے تو ان کو نصیحت کی اور ان کی اس بات پر ان کو ڈانٹا ہے اور ان کو میں نے ایک شاعر کے قول کی مثال بیان کی ہے۔

اقلوا علیهم لا ابا لا بیكمو من اللوم

او سدو المكان الذی سدوا

ترجمہ: اے ملامت کرنے والو! تمہارا دادا مر جائے یا تو ان کی ملامت چھوڑ دو یا پھر وہ جگہ پر کرو جو انہوں نے پر کر رکھی ہے۔ یعنی ان جیسا کام کر دکھاؤ اور میں نے ان کو ترغیب دی کہ کثرت سے ان کے ساتھ نکلو اور ان کے اجتماعات میں شریک رہو اور میں نے ان کے سامنے اس کام کے فوائد واضح کئے اور میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ اپنی رائے کو غلط سمجھو اور نتائج کو دیکھو اور میں نے ان کے سامنے بیان کیا کہ ان کی مخالفت اور ان کے ساتھ اختلاف کرنے میں بہت بڑا شر اور دنیا و آخرت میں برے انجام کا خطرہ ہے اور یقیناً یہ شیطان کی طرف سے ہے (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ دے) تاکہ لوگوں کو دعوت الی اللہ سے ہٹا دے اور آپس کے اختلاف اور کثرت قیل وقال میں مشغول کر دے یہ وہ ہے جس کو میں حق سمجھتا ہوں اور جس کا اعتقاد رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمیں حق کی صورت میں دکھائے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی تو دے اور باطل کو باطل کی شکل میں دکھائے اور اس سے بچنے کی تو عطا فرمائے اور اس کو ہمارے اوپر ملتبس نہ فرمائے ورنہ ہم گمراہ ہو جائیں گے یقیناً اللہ اس بات کا مالک ہے اور اس پر قادر ہے۔

صلى الله وسلم على عبده ورسوله الذى بعثه ، رحمة للعالمين وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين. والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام ادارات: البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ۲۷/۱/۱۴۰۷ھ

تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع رائیونڈ (پاکستان) کے متعلق الدعوۃ والارشاد کے مندوب کی رپورٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت روحانی والد محترم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رئیس عام ادارات البحوث العلمیہ والافتاء والارشاد۔ حفظہ اللہ من کل سوء و فتنۃ و سدد خطاہ، آمین.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد! مورخہ یکم ربیع الاول ۱۴۰۷ھ کو میری چھٹی شروع ہوئی اور میں نے ۳ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ میں مختلف جماعتوں کے علماء اور طلبہ کے ہمراہ پاکستان کا سفر کیا یہ علماء اور طلبہ الجامعہ الاسلامیہ جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ اور جامعۃ الملک سعود وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے ہم نے وہاں نہایت عجیب چیزیں دیکھیں۔ جب ہم لاہور کے ہوائی اڈے پر اترے تو نیک صالح نوجوانوں کی ایک جماعت نے ہمارا استقبال کیا جن کے چہروں اور ڈاڑھیوں سے علم وایمان کا نور چمکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ ہم ہوائی اڈے کی مسجد میں گئے وہاں سنت ادا کی پھر ہم ایک حلقہ بنا کر بیٹھ گئے۔ ہم مختلف علاقوں کے باشندے تھے پھر ان میں سے ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور بڑے عجیب انداز سے بیان کیا جو قلوب کے اندر جا گزیں ہو گیا۔ پھر بسیں آگئیں اور ہمیں رائیونڈ کے مقام اجتماع پہنچا دیا رائیونڈ کا یہ حسین وجمیل اجتماع ایسا تھا جس کے سبب سے دلوں میں خشوع پیدا ہوا اور آنکھوں سے خوف وسرور کے آنسو جاری ہوئے۔

یہ اجتماع اہل . . . کے اجتماع کے مشابہ تھا وہاں نہ چیخ و پکار تھی نہ تھکاوٹ، نہ بد نظمی تھی نہ لغویات، اور نہ کذب بیانی، ماحول صاف ستھرا تھا نہ بدبو نہ میل کچیل، یہ اجتماع

بڑی سنجیدہ ترتیب کے ساتھ مرتب تھا۔ نہ ٹریفک نہ پولیس نہ رضا کار نہ پہرے دار، حالانکہ مجمع لاکھوں سے زائد تھا زندگی معمول وفطرت کے مطابق چل رہی تھی اور اس فطری زندگی کو ذکر اللہ، علم، بیانات، درس وتعلیم اور ذکر کے حلقوں نے دن رات کھرا ہوا تھا۔ اللہ کی قسم یقیناً وہ اجتماع ایسا تھا۔ جس سے مردہ قلوب زندہ ہوتے تھے اور ایمان بڑھتا اور چمکتا تھا۔ تو کیسا حسین وجمیل تھا وہ اجتماع اور کیسی شان وشوکت اور آب وتاب والا تھا وہ منظر جس کے دیکھنے سے صحابہ، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کی منہ بولتی تصویر آنکھوں کے سامنے آجاتی تھی۔ وہاں دین کی محنت، علم وذکر، اچھی باتیں، نیک کام، خوشگوار اسلامی نقل وحرکت علم وایمان کے نور سے چمکتے ہوئے چہرے موجود تھے۔ آپ وہاں اللہ کی توحید، ذکر، تسبیح، تحمید، تکبیر وتہلیل اور تلاوت قرآن کے علاوہ کوئی اور بات نہیں سنیں گے۔ وہاں السلام علیکم ورحمۃ اللہ، اور جزاک اللہ خیرا کہنے کا بھی عام رواج ہے۔ وہاں کی ہر چیز آپ کو پسندیدہ او دل کو لبھانے والی نظر آئے گی وہاں ہر وقت اور ہر لمحہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو زندہ اور تازہ کیا جاتا ہے۔ کیسا ہی خوبصورت تھا اور کیسا ہی پیارا اور میٹھا تھا وہ عظیم اسلامی اجتماع۔ الغرض وہاں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنے کی عملی ترتیب دی جاتی تھی تو کیا ہی عجیب ہے وہ پاکیزہ اور نیک بخت زندگی۔ کئی بار میرے دل میں یہ تمنا اٹھی کہ یہ اجتماع مملکۃ سعودیہ عربیہ میں ہوتا کیونکہ جب سے ملک عبدالعزیز (غفر اللہ لہ وقدس روحہ فی جنت النعیم وجمعنا وایاکم بہ فی الفردوس الاعلی) کا روشن دور شروع ہوا اور ہو خیر اور اچھے کاموں کے لائق ہے اور ہر نیکی میں دوسروں سے سبقت لے جانے والا ہے۔

اس اجتماع کے افراد دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے تھے لیکن سب کی صورت، طبیعت، بات اور مقصد ایک تھا۔ گویا کہ وہ ایک ہی شخص کی اولاد ہیں گویا کہ اللہ

تعالی نے ایک دل پیدا فرما کر ان سب میں تقسیم کر دیا ان کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد و مطلب نہیں کہ دین کے کاموں کی پوری پوری پابندی کی جائے ۔ نوجوان مسلمانوں کی اصلاح کی جائے اور غیر مسلموں کو اللہ تعالی کے راستے میں لایا جائے ۔ نامعلوم افواہیں پھیلانے والے لوگ کس طرح ان صالحین پر اعتراض کرنے کی جرات کرتے ہیں حالانکہ شیخ عبدالمجید زندانیؒ نے اس جماعت کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ لوگ آسمانی مخلوق ہیں جو زمین پر چلتے ہیں پھر کون ہے جو ایسے لوگوں کی برائی کرنے پر جرات کرتا ہے اور ایسی چیزوں کی الزام تراشی کرتا ہے جو ان میں نہیں پائی جاتیں ۔ میرے خیال میں جو مقصد حکومت سعودی عرب کا ہے وہی مقصد تبلیغی جماعت کا ہے اور وہ پوری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کرنا اور ان کو راہ راست پر لانا ہے اور تمام دنیا میں امن وامان کو پھیلانا ہے۔ تو اس جماعت کی کونسی چیز قابل اعتراض ہے؟

عشاء کے بعد جب بیانات کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اگر تم اپنی نگاہ کو دائیں بائیں گھماؤ تو علمی مجالس کو دیکھو گے ۔ جہاں سے بھی چاہو دلچسپ معلومات پاؤ گے اور جس حلقے میں بھی تم بیٹھو گے لازماً کوئی نہ کوئی فائدہ حاصل کر کے باہر آؤ گے ۔ جب لوگ گہری نیند سو جاتے ہیں تو تم ان کو دیکھو گے کہ ستون کی طرح نیند سے پہلے کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہوں گے اور جب رات کا آخری حصہ شروع ہوتا ہے تو رب کے حضور ان کے رونے اور گڑگڑانے کی آواز کو یوں محسوس کرو گے کہ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہے اور تم دیکھو گے کہ وہ اللہ تعالی کے حضور بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ یوں دست بدعا ہوتے ہیں کہ اے اللہ ہمارے اور پوری امت کے گناہوں کو معاف فرما۔ ہم کو اور تمام مسلمان بھائیوں کو آگ کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ تمام لوگوں کو سنت مصطفیٰ ﷺ کے مطابق زندگی گزارنے کی ہدایت وتو عطا فرما۔

القصہ یہ اجتماع اس قابل ہے کہ ہر عالم۔ ہر طالب علم بلکہ ہر مسلمان جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اور آخرت کی امید رکھتا ہے اس میں حاضر ہو۔ اللہ تعالی اس کام کرنے والوں کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ ان کو اس کام پر ثابت قدم رکھے اور ان کی نصرت فرمائے اور مسلمانوں کو ان کے ذریعے نفع پہنچائے یقیناً وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔

جو لوگ خدمت پر مامور تھے وہ سب حافظ قرآن تھے۔ آٹا پیسنے والا بسم اللہ پڑھ کر آٹا پیستا ہے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پڑھتا رہتا ہے اور گوندھنے والا بسم اللہ سے کام شروع کرتا ہے اور سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کا ورد کرتا رہتا ہے۔ روٹی پکانے والے بسم اللہ پڑھ کر روٹی پکانا شروع کرتے ہیں۔ پھر تسبیح، تحمید اور تکبیر کا ورد کرتے رہتے ہیں ہم نے ان کو ذکر کرتے دیکھا اور سنا حالانکہ ان کو معلوم نہیں تھا کہ کوئی ہمیں دیکھ رہا ہے۔

بس پاک و بے عیب ہے وہ ذات حق جس نے ان کو بصیرت کو کھول دیا۔ ان کو اپنیذ کر کی تو بخشی، ان کو سیدھی اور صحیح راہ دکھا دی جس کی ہر مسلمان تمنا کرتا ہے اے شیخ مکرم! حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی ان لوگوں کو صحبت میں بیٹھے گا تجربے اور طول صحبت کے سبب سے لازماً وہ بہت بڑا داعی الی اللہ بن جائے گا۔

کاش کہ میں جب جامعہ میں زیر تعلیم تھا اس وقت اس جماعت کو پہچانتا اور اس کام میں لگ جاتا تو میں آج دعوت و تبلیغ اور تمام علوم کا علامہ، ہوتا! واللہ میں اسی کو دین سمجھتا ہوں۔

اور عنقریب اس کے بارے میں اللہ تعالی مجھ سے سوال کرے گا جس دن نہ مال نفع دے گا نہ بیٹے اور کوئی کسی کی مدد نہ کر سکے گا۔ کاش کہ آپ کی ماتحتی میں کام کرنے والے تمام داعی اس اجتماع میں شریک ہوتے اور ان کے ہمراہ اللہ کے راستے میں نکلتے تاکہ اخلاص، دعوت کا طریقہ اور صحابہ تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین والے اخلاق سیکھتے'' آخر میں،

میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ ہم کو حق سمجھنے، اس کے اتباع کرنے کی تو بخشے، اچھے کاموں کا جذبہ ہمارے اندر پیدا فرمائے، اخلاص و عمل کی تو دے۔ ہمیں نفسوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ شیطان وخواہش کے شر سے بچائے اپنے دین کو عزت دے۔ اپنے کلمے کو بلند کرے۔ دین اسلام کے ذر ہماری حکومت کو استحکام بخشے اور اس کے ذر اسلام کو سر بلند کرے۔ بے شک وہ اس کا مالک ہے اور اس پر قادر ہے۔ **صلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ**

تحریر کنندہ

آپ کا روحانی بیٹا، صالح بن علی الشویمان مندوب

الدعوۃ والارشاد علاقہ عنیزہ

علامہ بن باز کی طرف سے گزشتہ رپورٹ کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ۱۰۰۷ تاریخ ۱۷ شعبان ۱۴۰۷ھ

عبدالعزیز بن باز کی طرف سے روحانی فرزند مکرم شیخ صالح بن علی الشویمان کی طرف وہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ ان پر برکت نازل فرمائیں۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد۔ جو رپورٹ آپ نے میرے پاس بھجی ہے میں نے اس کو دیکھا۔ آپ نے الجامعہ الاسلامیۃ مدینہ منورہ۔ جامعۃ الامام محمد بن سعود اور جامعۃ الملک سعود وغیرہ کے علماء وطلبہ کی جماعت کے ساتھ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شرکت کے لیے سفر کیا جو کہ ربیع الاول ۱۴۰۷ھ کے مہینہ میں رائیونڈ میں منعقد کیا گیا تھا۔ میں نے آپ کی رپورٹ کو کافی شافی پایا جس میں اجتماع مذکورہ کی عمدہ اور اچھی تعریف کی گئی ہے اور حقیقت یوں بیان کی گئی ہے کہ گویا رپورٹ کو پڑھنے والا خود اجتماع میں موجود ہے۔ اس بات سے بڑی خوشی ہوئی جو آپ نے ذکر کی کہ اس اجتماع میں تمام لوگوں کو بہت فائدے حاصل ہوئے اور حاضرین اجتماع کے مابین خیرخواہی کی بات چیت کا تبادلہ ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اس قسم کے اجتماعات کو زیادہ کرے اور مسلمانوں کو ان سے نفع پہنچائے اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کو اس قسم کے پاکیزہ اجتماعات کی سخت ضرورت ہے جو کہ وعظ ونصیحت پر مشتمل ہوں اور جن میں اسلام پر جمے رہنے کی دعوت دی جائے، اس کی تعلیمات پر عملی تشکیل دی جائے اور بدعات وخرافات سے پاک وصاف خالص توحید بیان کی جائے۔ میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ تمام مسلمانوں کو خواہ حاکم ہوں یا محکوم سب کو اس پر مکمل طور سے قائم رہنے کی تو عطا فرمائے۔ بے شک وہ بڑی مہربان وکریم ذات ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات: البحوث العلمیہ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

﴿مکتوب گرامی﴾

سماحۃ الشیخ عبداللہ بن ابراہیم بن قعود حفظہ اللہ

نمبر ۸۲۰/خ   تاریخ: ۲۷/۷/۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدیر فضیلۃ الدعوۃ، اندرون ملک و دول جزیرۂ عرب، شیخ عبداللہ بن ابراہیم بن قعود (اللہ ان کو خیر کی تو فیق بخشے) آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امابعد!

تبلیغی جماعت کے متعلق جو کچھ ہم نے اور ہمارے علاوہ دوسرے علماء اور حکام سلطنت نے لکھا ہے وہ آپ کی ذات پر مخفی نہیں ہے اور یہ کہ دعوت الی اللہ وال کام میں ان کے ساتھ شریک ہونا اہل علم پر واجب ہے نہ تو ان کو روکا جائے اور نہ چھوڑا جائے۔ بلکہ ان کی امداد ونصرت کی جائے، ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور وہ جس چیز سے ناواقف ہیں اس کی ان کو تعلیم دی جائے اور سب مسلمان نیکی۔ تقوی اور دعوت الی اللہ میں ایک دوسرے سے تعاون کریں۔

آپ کے ماتحت بعض مراکز کے اہل کاروں کے متعلق یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے جماعت پر زیادتی کرنے، انہیں ڈرانے اور ان کو پریشان کرنے اور ان پر بڑے بڑے الزام لگانے میں مبالغہ کیا ہے۔ یقیناً یہ شیطانی حرکات ہیں اللہ تعالی ہم سب کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔ اس کا مقصد مسلمانوں میں بغض وعداوت ڈالنے اور فتنہ جگانے کی کوشش کرنا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو ہمیں پسند نہیں ہے اور ہم اپنے متعلقین وغیرہ کو اس پر برقرار نہیں رکھ سکتے۔ تو جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کی تنبیہ جمیع مراکز کی طرف جاری کریں

اور یہ کہ تبلیغی جماعت کو برا بھلا کہنے اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے میں اپنے آپ کو مشغول نہ کریں اور یہ کہ اپنی کوششوں کو دعوت الی اللہ میں صرف کریں اور ان کو پریشانی میں ڈالنے سے اجتناب کریں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے کہ نیکی کے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرنا واجب ہے اور اگر ان سے یا کسی اور سے کوئی خطا اور غلطی سرزد ہو تو اس پر دانش مندی اور اچھے طریقے سے تنبیہ کرنا واجب ہے اور ان کے بعض پرانے بزرگوں کی جو خطائیں ذکر کی جاتی ہیں ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم ان کا مواخذہ ایسے لوگوں سے کریں جن سے سوائے خیر کے کوئی اور چیز ظاہر نہیں ہوئی اور حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں "**ولا یجنی جان الا علی نفسه**" یعنی زیادتی کرنے والے کا مواخذہ خود اسی سے کیا جائے گا۔ اس کے ہمراہ آپ کی طرف وہ خطوط روانہ ہیں جو ہم نے لکھے ہیں اور ہمارے شیخ، شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھے ہیں جن میں اس جماعت مذکورہ کی تعریف کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے کام کرنے کی تو عطا فرمائے جن پر وہ راضی ہے اور ہم سب کی نیت اور عمل کی اصلاح فرمائے۔ یقیناً وہ کریم ذات ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات: البحوث العلمیہ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

﴿مکتوب گرامی﴾

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ

بنام فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن یوسف بہزاد حفظہ اللہ

نمبر ۲۵۱۔خ　　　　　　　　　　　　　　　　تاریخ: ۱۴۰۸/۲/۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن یوسف بہزاد (اللہ تعالی ان کے علم وایمان کو زیادہ کرے اور جہاں بھی ہو اللہ تعالی اس کو مبارک بنائے۔آمین)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔امابعد

آپ کا کرم نامہ مورخہ ۱۴۰۷/۱۲/۱۱ھ۔میرے پاس پہنچا اللہ آپ کو ہدایت اور تو　دے رکھیں۔

اس خط میں آپ کے والد صاحب اور بھائی محمود صاحب کے تبلیغی جماعت کے ساتھ نکلنے اور وقت لگانے کے جو حالات شامل تھے ان سے بھی　آگاہی ہوئی اور آپ جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) سے ۱۳۹۳ھ میں جب سے فارغ ہوئے اور آپ ہر سال سالانہ چھٹیوں میں ان کے ہمراہ پاکستان، ہندوستان، لندن، برازیل، سیلون، امریکہ، انڈونیشیا، سنگاپور، تھائی لینڈ، سوڈان، اردن، شام، لبنان اور عرب امارات وغیرہ دنیا کے کونے کونے میں تبلیغ و دعوت کے لیے چلتے پھرتے ہیں اور بھائیوں کی ایک جماعت چالیس دن کے لیے چین گئی اور ایک دوسری جماعت چار ماہ کے لیے روس گئی۔اور رائیونڈ میں دعوت وتبلیغ کا مرکز ۲۴ گھنٹے کھلا رہتا ہے۔جماعتیں آرہی ہیں اور جارہی ہیں۔اللہ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے اس کام میں بڑی بڑی مشقتیں برداشت کررہی ہیں اور اللہ تعالی نے اس کام سے بڑا نفع پہنچایا ہے اور اس کے ذر　خیر کثیر حاصل ہوتی ہے اور یہ سب

کچھ اللہ تعالی کی تو اور پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی برکت سے ہے۔ جو کچھ آپ نے جماعت کے متعلق ذکر کیا وہ بہت پسند آیا اور اس پر میں نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سب کو تو و پختگی عطا فرمائے اور ہم سب کو ہدایت پانے والوں۔ ہدایت دینے والوں اور اللہ تعالی کی طرف بصیرت کے ساتھ بلانے والوں میں سے بنائے میں اس موقعہ پر آپ کو، آپ کے والد صاحب کو اور بھائی محمود صاحب کو وصیت کرتا ہوں کہ ہمیشہ ہمیشہ جب بھی فرصت ملے دعوت الی اللہ کے لیے جماعت کے ساتھ نکلتے رہیں۔ اور جن لوگوں کی طرف آپ جاتے ہیں، ان کو صحیح عقائد کی طرف لانے کی کوشش کیا کریں اپنے دعوت دینے والے بھائیوں کو بھی اس بات کی وصیت کیا کریں اور طالب علموں کو تیار کیا کریں۔ شوق دلایا کریں کہ وہ ان کے ہمراہ نکلیں اور ان کے اعمال و سرگرمیوں میں شریک ہوں اور ان سے جو خطاء سرزد ہو ان کو نرمی اور محبت سے تنبیہ کریں جیسا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کا طریقہ ہے۔ ہمیں اور آپ کو اللہ تعالی ان لوگوں میں سے بنائے جو نیکی میں قیامت کے دن ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ آپ نے جو یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ آپ کی طرف بعد میں صادر ہونے والی تحریر بھجی جائیں جو جماعت مذکورہ کے موضوع پر لکھی گئی ہیں۔ تو جو کچھ آپ نے طلب کیا وہ ہمراہ ہذا آپ کی طرف روانہ ہے ان میں سے ایک وہ رسالہ ہے جس کو فضیلۃ الشیخ ابوبکر جزائری نے لکھا ہے اور ایک جماعت کے متعلق جرح اور قدح سب کچھ لکھ دیا اور ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہیں کہ سب کے ذر نفع دے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ والد صاحب اور بھائی محمود اور خاص خاص مشائخ اور بھائیں کو سلام پہنچا دیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات: البحوث العلمیہ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

حضرت علامہ شیخ بن باز کا شیخ سعد الحصین کے نام جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

المملکۃ العربیہ السعودیہ، ادارات البحوث العلمیہ، والافتاء والدعوۃ والارشاد، مکتب الرئیس

نمبر ۱۴۱۴۔ تاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ المرفقات۔ ۱۶

منجانب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز بخدمت برادر مکرم شیخ سعد بن عبدالرحمٰن الحصین

اللہ تعالی ان کو ناراضگی اور رضا میں حق بات کہنے کی تو دے ہم کو اور ان کو خواہش نفس کے شرور سے پناہ دے آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امابعد! آپ کے خط مورخہ ۳ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ اور آپ کے خطوط بنام شیخ ابوبکر الجزائری اور شیخ یوسف الملاحی اور دیگر تحریروں میں جو کچھ شامل تھا، میں نے اس سارے مواد پر اطلاع پائی۔ میں آپ سے کوئی راز کی بات چھپانا نہیں چاہتا میں کہتا ہوں کہ میں آپ کے خطوط سے خوش نہیں ہوا اور نہ ہی ان کے لئے میرا شرح صدر ہوا اس لئے کہ آپ جس راستے پر چلے ہیں وہ دعوت کو ذرہ بھر فائدہ دینے والا نہیں ہے۔ اس لیئے کہ وہ گرانے والا راستہ ہے نہ کہ بنانے والا اور بگاڑنے والا ہے نہ کہ اصلاح کرنے والا اس کا نقصان اس کے نفع سے زیادہ ہے اس سے نقصان صرف دعوت وتبلیغ کا نہ ہوگا بلکہ آپ کے دینی بھائیوں میں سے ان بہترین مشائخ اور طالب علموں کا بھی ہوگا جنہوں نے دعوت وارشاد کے شعبہ سے تعلیم وتعلم کیا توحید اور عقیدہ صحیحہ پر تربیت حاصل کی ہے اور پروان چڑھے ہیں۔ یقیناً بے بصیرت لوگوں نے اس سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ انہوں نے مقابلہ بازی شروع کر دی ہے بلکہ بعض لوگوں نے انہیں کافر قرار دے دیا اور بعض نے تو ان کے قتل تک کو مباح قرار دیا۔ العیاذ باللہ منہ۔ اس کے ساتھ ہی ان کے حق میں چغل خوری اور ذمہ دار افسران کو ان

کے حق میں بھڑ کانا شروع کر دیا اور ان کا معاملہ خطرناک بنا کر ان کے سامنے پیش کیا اس طرح سے افسران کو ان سے خوفزدہ کیا اور ان پر بڑے بڑے الزامات لگائے جس سے وہ بری ہیں حتی کہ اس سے دعوت اور داعیوں کا اتنا بڑا نقصان ہوا جس کو اللہ ہی جاننے والا ہے۔

جن کے لئے تم نے دنیا کو کھڑا کیا اور جن کے لئے بٹھایا ہے اس سے تم پر شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

وناطح صخرة يوماً ليوهنها

فلم يضرها واوهى قرنه، الوهل

ترجمہ: ”بہت سے سخت چٹان کو سینگ مارتے ہیں تاکہ چٹان کو ایک دن کمزور کر دیں لیکن چٹان کو تو کچھ نقصان نہ ہوگا البتہ گھبراہٹ میں اپنے سینگ کو کمزور کر دیں گے۔“

اس لئے کہ وہ لوگ اپنے شہروں میں تم سے بہت دور اپنی حکومت کی حفاظت میں دعوت و تبلیغ میں چل رہے ہیں کیونکہ ان کی حکومت ان کا احترام کرتی ہے جیسا کہ آپ نے اپنے خطوط میں ذکر کیا ہے کہ صدر مملکت ان کے اجتماعات میں حاضر ہوتا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس طرح کہ ان دنوں میں ہمارے بعض نوجوانوں نے جو کہ شرعی کالج۔ جامعہ اسلامیہ سے فارغ ہوئے ہیں جو کہ کئی سال دعوت و تبلیغ والے کام میں ان کے ساتھ شریک رہے ہیں۔ ہمیں بتایا ہے کہ رائیونڈ والا مرکز چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے اور جماعتیں اللہ کے راستے میں نکلتی رہتی ہیں اور واپس آتی رہتی ہیں تو جب تک یہ کام اسی طرح جاری و ساری ہے آپ کے اور آپ جیسے لوگوں کی تحریریں ان کو کمزور نہیں کر سکتیں۔ جب کہ آپ کی تحریریں بداخلاقی، سختی اور سب وشتم پر مشتمل ہیں بلکہ آپ کی تحریریں ان کے لئے حق سے نفرت اور دوری کا باعث بنیں گی۔ اس لیے کہ اللہ تعالی اپنے نبی محمد ﷺ کو اچھے آداب کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك.

تو اللہ کی رحمت کے سبب آپ ﷺ ان کے ساتھ نرم رہے اور اگر آپ تند خو سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ سے منتشر ہو جاتے اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مہربان، نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کو پسند کرتا ہے اور بے شک نرمی جس چیز میں آتی ہے اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکل جاتی ہے وہ عیب دار ہو جاتی ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نرمی پر جو عطا کرتا ہے وہ سختی پر عطا نہیں کرتا اور نہ کسی دوسری چیز پر عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے کا سبب بنے تو مسلمانوں کو کس طرح برا بھلا کہنا جائز ہوگا۔ جبکہ وہ حق سے اور حق کی دعوت دینے والوں سے نفرت و دوری کا سبب بنے۔ تو آپ پر لازم ہے کہ اصلاح کی کوشش کریں نہ کہ بگاڑ کی اور یہ کہ ان کے ساتھ میل جول رکھیں۔ اگر ان میں سے کسی سے خطا سرزد ہو جائے تو پیار، محبت اور نرمی سے سمجھائیں اور تنبیہ کریں۔ سختی اور سرکشی نہ کریں۔ باقی رہا آپ کا بیعت علی التوبہ یعنی گناہوں سے بچنے کے لئے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر سختی سے انکار کرنا تو اس بارے میں میں نے قائدین جماعت تبلیغی کے سامنے جبکہ گذشتہ حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں ان سے میری ملاقات ہوئی تو میرے اور ان کے درمیان بات چیت ہوئی جس سے فائدہ کی امید ہے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ لفظ بیعت، کی بجائے عہد، کا لفظ ہونا چاہیے تو انہوں نے میری تجویز کے مطابق لفظ بدل دیا تھا۔ شاید کہ انہوں نے اس سے استدلال کیا ہو کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ ج ۲۸ ص ۱۲ پر اس سے انکار نہیں کیا۔ اسی طرح آپ کا دعوت و تبلیغ والوں پر یہ شدید نکیر کرنا کہ یہ لوگ گشت کو جاتے ہوئے ایک داعی (ساتھی) کو مسجد میں ذکر کے لئے چھوڑ جاتے ہیں شاید کہ یہ لوگ اپنے اس

عمل میں حضور اکرم ﷺ کی پیروی کرتے ہیں جبکہ بدر کے دن حضور اکرم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عریش (چھپرے) میں باقی رہ گئے تھے اور اللہ تعالی سے فتح و نصرت کی دعا مانگتے رہے حتی کہ آپ ﷺ کی چادر آپ ﷺ کے کندھے مبارک سے گر گئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی چادر کو واپس کر دیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اب دعا کی بس کیجیے اللہ تعالی اس وعدہ کو پورا کرنے والا ہے جو آپ ﷺ سے کیا ہے یعنی فتح ونصرت کا اور تبلیغی جماعت والوں کا یہ عمل بہر حال اس کا حقدار نہیں کہ اس پر اس قدر رسوا کن برائی بیان کی جائے، اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو ہدایت عطا فرمائے۔

میری یہ تمنا ہے کہ آپ میری بار بار کی نصیحت اور جو میں نے آپ کو آگے پیچھے اپنی تحریروں میں (جن میں سے بعض میں آپ کی کچھ ان زیادتیوں کا بھی ذکر ہے جو آپ سے اس سلسلہ میں سرزد ہوئیں) مشورہ دیا ہے آپ اسے قبول کر لیتے۔ اس لئے کہ میں نے وہ بصیرت، سوچ بچار انجام کو سامنے رکھ کر جلب منفعت اور دفع مضار کے اصول کو مدنظر رکھ کر اور جماعت کے متعلق مکمل معلومات حاصل کرنے کے بعد لکھا تھا، کیونکہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور ریاض میں ان لوگوں کے ساتھ میری ملاقاتیں ہوئیں ہیں۔ ساتھ ساتھ میں نے باوثوق اور قابل اعتماد مشائخ سے بھی استفادہ کیا ہے جنہوں نے ان کے ساتھ سفر کیے ہیں اور ان کے اجتماعات میں حاضر ہوئے ہیں اور بہت قریب سے ان کو دیکھا ہے اور ان کے کام کو پسند کیا ہے میں نے آپ کو وہی نصیحت کی تھی جو میں نے محمود استنبولی کو کی تھی جبکہ اس نے تبلیغی جماعت پر بغیر بصیرت کے چڑھائی کی تھی جیسا کہ پیشتر لوگ اس وقت جہالت اور خواہش نفس کی وجہ سے ان لوگوں پر حملہ کر جاتے ہیں اور آپ نے تو خود اپنے مذکورہ خط میں محمود استنبولی کو کہا تھا کہ:

(آپ کی طرف سے ایک رسالہ موصول ہوا ہے جو کہ تبلیغی جماعت کے

متعلق ہے   اس بات پر افسوس وا کہ اللہ تعالی کے دین کے لئے دعوت وتبلیغ کا کام کرنے والوں میں سے ایک شیخ اپنے جیسے دعوت وتبلیغ کرنے والوں کے خلاف اٹھ کر ان پر سب و شتم کرتا ہے، انہیں گمراہ قرار دیتا ہے، اور ان پر یہ تہمت لگا تا ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف د   ن خدا کی چالوں میں آ کر ان کے خیالات کو نفاذ کرتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ تبلیغی جماعت دعوت الی اللہ کے کام میں جس نہج پر چل رہی ہے، ہماری دانست کے مطابق اس کے بعض پہلوؤں میں خطا ہے لہذا ہم پر واجب ہے کہ اس غلطی پر ان کو تنبیہ کریں اور ان کی اصلاح کریں جس طرح کہ ہم پر واجب ہے کہ ان کے طریقہ کار میں جو خوبیاں ہیں ان کا اعتراف کریں۔ کاش اے میرے بھائی۔ آپ ان کے ہمراہ اللہ کے راستے میں نکلتے تاکہ ان سے سختی کی بجائے نرمی سیکھتے۔ مسلمانوں پر بددعا کی بجائے دعائیں کرنا سیکھتے اور جہر بالسوء کی بجائے احسن طریقہ سے دفاع سیکھتے۔ ہم میں سے ہر ایک کی یہ ضرورت اور حاجت ہے کہ اپنے نفس کا جائزہ لے یعنی اس کی اصلاح کی فکر کرے اور اپنے راستے کو صحیح بنائے اور اللہ کی عبادت اور دین کی دعوت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرے۔

آپ کے خط کا اقتباس بلفظ ختم ہوا۔ اور یہ سب کچھ آپ نے ان لوگوں سے اختلاف رائے کے بعد لکھا ہے اللہ تعالی نے آپ کو حق بات کہنے کی تو   بخشی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک آپ کا خط مذکورہ اپنے مشمولات سمیت شکریہ کے ساتھ آپ کی طرف واپس کیا جا رہا ہے آپ کی سخت تحریروں سے ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا شخص دھوکہ کھا جائے جو پوری زندگی تبلیغی جماعت کے کسی ساتھی کو بھی نہیں ملا اور نہ ہی ان کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکلا اور ان کے متعلق بجز آپ کی تحریروں کے وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ صرف آپ کی تحریروں پر بھروسہ واعتماد کر کے اگر وہ شخص ان سے دور رہا تو اس کا گناہ اور قیامت تک آپ کی تحریروں کی وجہ

سے جو بھی دھوکے میں آئے گا اس کا گناہ آپ پر ہوگا۔

میرے بیٹے۔۔۔۔۔اپنی رائے کو غلط قرار دے اور جان لے کہ بے شک اللہ تعالی ہر بولنے والے کی زبان اور دل کے پاس ہے اور جو کچھ انسان بولتا یا عمل کرتا ہے اللہ تعالی عنقریب اس کا حساب لے گا۔ اپنے رب کی طرف رجوع کر اس کی طرف عاجزی کر کہ اللہ تعالی آپ کو اپنے راستے کی رکاوٹ کا سبب اور مسلمانوں کی اذیت کا ذر نہ بنائے۔

میں اللہ تعالی سے درخواست کرتا ہوں کہ ایسے کاموں کے لئے آپ کا شرح صدر فرمائے جو اس کو محبوب ہوں اور اس کے بندوں کے لئے زیادہ نفع دینے والے ہوں۔ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو اللہ تعالی حسن خاتمہ نصیب فرمائے بے شک وہ بڑی مہربان اور کریم ذات ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رئیس عام

ادارات: البحوث العلمیہ۔ والافتاء والدعوۃ والارشاد

تبلیغی جماعت کے بارے میں علماء عرب کی آراء

۱ سماحۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری المدرس بالمسجد النبوی ﷺ الشریف والجامعۃ المدینۃ المنورۃ:

ہمارے کچھ بھائی وہ بھی ہیں جو تبلیغی جماعت والا کام تو نہ کر سکے البتہ انہوں نے ان پر اعتراض بازی شروع کر دی انہیں ایسا کرنا زیب نہیں دیتا اللہ انہیں راہ راست پر لے آئے۔

۲ [illegible]

تبلیغی جماعت کا اہم مقصد مساجد میں وعظ و نصیحت کرنا، لوگوں کو راہ راست دکھانا، توحید اور اچھے عقیدوں پر ابھارنا اور کتاب و سنت پر عمل کے لیے آمادہ کرنا ہے۔

۳ سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ باز رئیس عام ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد

میں ہمیشہ اپنے اہل علم بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ دعوت والے کام میں ان کے ساتھ شریک ہوں تاکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون ہوتا رہے۔ لوگوں کو اس قسم کے پاکیزہ اجتماعات کی سخت ضرورت ہے۔ جو کہ وعظ و نصیحت پر مشتمل ہوں اور جن میں اسلام پر جمے رہنے کی دعوت دی جائے، اس کی تعلیمات پر عملی تشکیل دی جائے جب بھی فرصت ملے دعوت الی اللہ کے لیے جماعت کے ساتھ نکلتے رہیں۔

۴ سماحۃ الشیخ یوسف بن عیسی الملاعی

تبلیغی جماعت والے تمام مسلمانوں کے لیے خیر، نصیحت اور اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔

۵ الجلالۃ الملک عبدالعزیز آل سعود

تبلیغی جماعت کی تحریک ایک پاکیزہ جدوجہد ہے جو سلف صالحین کے عقیدے کے طرف دعوت دیتی ہے۔

۶ [illegible]

ہم تجویز پیش کرتے ہیں کہ جماعت کی یہ تحریک ہمارے طلبہ میں بھی ہونی چاہیے تاکہ وہ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

۷ جلالۃ الملک فہد

یقیناً ان کا کوئی سیاسی مقصد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دنیاوی طمع ہے۔ حکمت، نصیحت و موعظہ کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں ان کے نفوس مالا مال ہیں۔